وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین

تمام اہل اسلام پڑھیں

مسدس میلاد

حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روحی فداہ

مسمّی باسم تاریخی

سنہ ۱۳۲۸ھ

جلوہ گاہ پیغمبر

مصنفہ

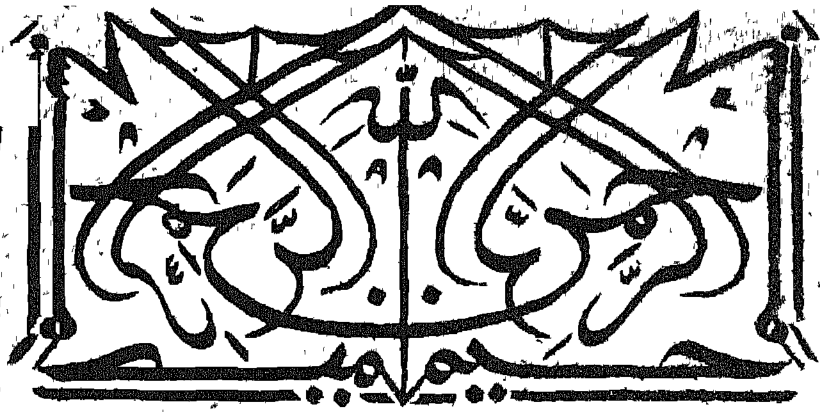
عالیجناب مولوی سید افضل حسین صاحب ثابت رضوی لکھنوی

سنہ ۱۹۱۰ء

مطبع ہندوستان سٹیم پریس لاہور میں چھپی

قیمت فی جلد ۳/

بار اول



باسمہ سبحانہٗ

وله الحمد والرجوع الیه

١٣٢٤ھ

ناظرین مسدس میلاد (جلوہ گاہ پیغمبر) کی خدمت میں مؤدبانہ عرض ہے کہ حقیر زمانہ دراز سے (جسکو تخمیناً تیس سال کہنا غالباً غلط نہ ہوگا) اس شعر و شاعری کے شغل میں مشغول (بلکہ بلا میں مبتلا) ہے مگر ہمیشہ غزل گوئی کے ساتھ ساتھ حمد و نعت و منقبت و مرثیت خاصان خدا کی تصنیف کا بھی شوق رہا۔ تاہم اسقدر فرصت نہ ہوتی تھی کہ کوئی بڑی نظم مرتب ہو یا ایک مرثیہ پورا دو تین سو بند کا کہہ لوں جب کوئی بڑی تصنیف شروع کی۔ کچھ نہ کچھ ایسے دنیا کے کاموں نے آگھیرا۔ کہ جیسے دلکو دنیا کی ہوس آگھیرتی ہے مگر جب میں ۱۳۲۱ ہجری میں عتبات عالیات (کربلا و نجف و کاظمین و سامرہ) کی زیارت سے مشرف ہوا۔ تو اون طبقات مقدسہ کی برکت یا تجیبۃً خامس آل عبا کی دعا کے اثر سے مجھے ایسے موقعے ملے۔ کہ میں نے اسقدر مرثیے اور سلام کہ لئے۔ کہ اب پوری ایک جلد مرتب ہو چکی ہے۔ اگر زمانے نے فرصت دی۔ اور مشتاقوں نے خواہش ظاہر کی۔ تو وہ جلد بھی انشاء اللہ عنقریب طبع ہو جائیگی۔ مدت سے میرا خیال تھا۔ کہ ایسا میلاد جناب سرور کائنات صلعم نظم کروں۔ جسمیں صحیح صحیح احادیث و روایات کا ماحصل مضمون بیان ہو۔ کیونکہ میلاد کی روایات کو سنکر اکثر لوگ ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ روایات کو ضعیف بلکہ موضوع بتاتے ہیں۔ اس خیال سے میں نے ایک ایسے عالم (محدث) کی کتاب سے مدد لی ہے کہ جنکی مدح و ثنا عامہ و خاصہ (سنی

شیعہ) دونوں فرقوں کے علمائے نے فرمائی ہے۔ وہ کون؟ علامہ ابن شہر آسوب مازندرانی رحمۃ اللہ۔
یہ جلیل القدر محدث ۴۸۸ھ میں پیدا ہوئے۔ اور چھ مہینے کم سو برس کی عمر پا کر ۵۸۸ھ میں انتقال
فرما گئے۔ چنانچہ انکی شان میں عالم جلیل اہل سنت وجماعت علامہ صلاح الدین صفدی وافی بالوفیات
میں فرماتے ہیں۔ محمد بن علي ابن شهر اسوب الثانية بسين مهملة ابوجعفر السروي المازندراني
رشيد الدين الشيعي احد شيوخ الشيعة حفظ اكثر القرآن وله ثمان سنين وبلغ النهاية
في اصول الشيعة۔ كان يرحل اليه من البلاد ثم تقدم في علم القرآن والغريب والنحو ووعظ
على المنبر ايام المقتفي ببغداد فاعجبه وخلع عليه وكان بهي المنظر حسن الوجه صدوق
اللهجة مليح المحاورة۔ واسع العلم كثير الخشوع والعبادة والتهجد۔ لا يكون الا على
وضوء اثنى عليه ابن ابي طي في تاريخه ثناء كثيرا۔ توفي سنة ثمان وثمانين وخمس مائة۔
اس کا اردو میں ماحصل یہ ہے کہ "محمد بن علی ابن شہر آسوب ابوجعفر سروی مازندرانی رشید الدین شیعی
بزرگان شیعہ میں سے ایک بزرگوار ہیں۔ آٹھ برس کے سن میں اکثر قرآن حفظ فرمایا۔ اور اصول شیعہ میں کمال کو پہنچ گئے
لوگ اونکی خدمت میں مختلف شہروں سے تحصیل علم کے لئے آیا کرتے تھے۔ پھر علم قرآن و غریب و نحو میں مقدم
ہوگئے۔ اور زمانہ مقتفی باللہ (خلیفہ عباس) میں منبر پر وعظ پسند فرمائی۔ جو خلیفہ موصوف کو بہت
پسند آئی۔ اور خلعت دیا۔ خوش منظر۔ خوبصورت۔ خوش محاسن۔ راست گفتار تھے۔ کلام اون کا
نمکین (چٹ پٹا) اور علم وسیع تھا۔ بہت خشوع و خضوع سے عبادت خدا فرماتے تھے۔ تہجد گزار تھے
تھے۔ ہمیشہ وضو سے رہتے تھے۔ ابن ابی طے (ایک جلیل القدر عالم اہل سنت وجماعت) نے اپنی تاریخ
میں اونکی بہت تعریف فرمائی ہے ۵۸۸ھ میں اون کا انتقال و وصال ہوا۔" حقیر کے پاس علامہ ابن
شہر آسوب رحمۃ اللہ کی کتاب مناقب مطبوعہ بمبئی موجود ہے۔ اوس کے آخر میں شیعوں کی کتابوں روضات الجنات
و بحار الانوار و منتہی المقال و نامہ دانشوران سے اور سنیوں کی کتابوں طبقات المفسرین شمس الدین
داودی تلمیذ علامہ سیوطیؒ و لسان المیزان ابن حجر عسقلانیؒ و کتاب البلغہ مجد الدین فیروز آبادی و
بغیۃ الوغات علامہ جلال الدین سیوطیؒ و وافی بالوفیات علامہ صفدیؒ سے ان کے بہت کچھ فضائل
صدق و علم و زہد نقل کئے ہیں۔ منجملہ اُن کے وہ عبارت مختصر علامہ صفدیؒ ہے جو میں اوپر عرض کی۔
ان تمام تحریرات علمائے اہل اسلام کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ نہایت صدوق محدث تھے۔

کتاب مناقب کے ناظرین سے یہ امر بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ یہ جناب محمدؐ و آل محمدؐ علیہم والسلام کے مناقب و حالات زیادہ تر اہل سنت وجماعت ہی تحریر فرماتے ہیں۔ بالخصوص موقع ہی کہ جہاں ذکر ولادت باسعادت حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے علمائے عامہ ہی زیادہ روایات لی ہیں۔ پس ایسی روایات مقبول فریقین کہلائینگی۔ ناظرین آپ تعجب فرمائینگے۔ کہ دیباچہ میلاد لکھتے لکھتے اس نے کیا ذکر چھیڑ دیا۔ مگر نہیں۔ اس موقع پر یہ ذکر بے محل نہیں ہے۔ میری ایک تو یہ غرض ہے۔ کہ میں نے اکثر روایات جو اس مسدس میں نظم کی ہیں وہ علمائے متقدمین محدثین معتمدین اہل اسلام ہی کی ہیں۔ دوسرے اس زمانے کے سنی اور شیعہ دیکھیں اور متقدمین علمائے اسلام سے خوش اخلاقی اور میل ملت کا سبق لیں۔ اور زمانہ قریب میں جو لڑائیاں اسلام کے دونوں بڑے بڑے فرقوں میں ہوئی ہیں اور جن کے بعد اب خدا خدا کرکے صلح کی صورت نظر آتی ہے ان جھگڑوں کو چھوڑیں جنکی بدولت جانیں تلف ہوتی یا مصیبتوں میں پڑتی ہیں۔ مال برباد جاتا ہے آبرو گھٹتی جاتی ہے۔ اور اس طرح حسن سلوک باہم رکھیں جیسے دو فرقوں کے علما رکھتے تھے۔ جسکا ثبوت یہ تعریف علامہ ابن شہر آشوب کی ہے۔ اس موقع پر شاید یہ عرض کرنا بھی بے محل نہ ہوگا کہ میں نے (باوصفیکہ اپنے عقائد کے خلاف ایک مصرع بھی نہیں لکھا) کوئی مضمون ایسا نہیں لکھا کہ جس سے کسی مسلمان کا دل دکھے۔ مقصود یہ ہے کہ اسکو تمام مسلمان (بلکہ اور لوگ بھی جو ایسی باتوں سے دلچسپی رکھتے ہیں) بخوشی پڑھیں۔ اور ثواب و حظ حاصل کریں۔ میں یہ بھی اعتراف کرتا ہوں کہ میری علمیت بہت کم ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ قریباً تیس برس سے اس ریاست کوٹہ میں مقیم اور ملازم ہوں۔ جہاں عربی کا چرچا کمتر ہے اور نہ علماء ہیں۔ ممکن ہے کہ میری قلت علم و فہم کے سبب اصل مضمون کے سمجھنے میں کوئی غلطی ہوگئی ہو۔ تو مجھے آگاہ فرماکر احسان فرمائیں۔ اب رہی شاعری۔ اوس کی بقول جناب تسلیم لکھنوی مدظلہ العالی یہ کیفیت ہے۔ کہ ؎

ابھی سے کیا کریں دعوی شاعری تسلیم ❊ یہ کام وہ ہے کہ جو عمر بھر نہیں آتا

شاعر مرتے مرتے اپنی تصنیفات سابقہ کے الفاظ بدلتا رہتا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نادم ہو کر اپنی غلطیوں کو محسوس و معلوم کرتا رہتا ہے۔ اور اوسکو ہر کلام تخلیہ میں قبول کرتا ہے (ہر چند اوروں کے سامنے قبول کرے یا نہ کرے) اور خاص کر مجھ کو تو اپنے نقائص کثرت سے نظر آتے ہیں بقول خود ؎

مجھے ڈر ہے خود بیں نہ ہو جائے ثابت * بہت اپنے عیب و ہنر دیکھتا ہے

افسوس کہ یہ میری نظم میرے اُستاد سلطان الذاکرین راس المداحین حضرت مرزا محمد جعفر صاحب اوج قبلہ مدظلہ تعالے کی نظر فیض اثر سے اون جناب کی کم فرصتی کے سبب سے نہ گذر سکی یہ ضرور مجھے فخر حاصل ہے کہ ایک ایسے عالم جلیل ادیب عدیل کے ملاحظہ سے یہ نظم گذر چکی ہے جن کا مثل و نظیر ادب میں ہندوستان تو کیا عرب و عجم میں بھی نہیں ہے۔ میں اون جناب کا نام نامی بغیر اون کی اجازت کے ظاہر کرنا خلاف مصلحت سمجھتا ہوں کہ شاید میرے ہم فن ہم وطن اون جناب کو اپنی تصنیفات دکھلا کر اونکی علمی کاموں میں ہارج (حارج) ہوں۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ اس مسدس کے کم سے کم چار سو بند کہتا اور جو مظالم حضور سرور کائنات پر مکہ معظمہ میں ہوئے ہیں اونکو نظم کر کے حضور کی مظلومی اور رحیمی و کریمی کی شان دکھلاتا۔ مگر زمانے نے فرصت دی جسکا افسوس ہے مسدس کے اخیر کے بندوں میں ظاہر کیا ہے۔ اب میں رسالہ حیات و سیر حوم ترتیب دے رہا ہوں جو قریب الاختتام ہے۔ علاوہ کتاب مناقب کے اس مسدس میں بعض مضامین دو ایک اور کتابوں سے بھی استنباط کئے ہیں مگر وہ بھی میرے خیال میں معتبر کتابیں ہیں۔ جلوہ گاہ بے نظیر ۱۳۲۸ھ اس میلاد منظوم کا تاریخی نام ہے جس سے بحساب ابجد ۱۳۲۸ھ نکلتی ہیں۔ یہی سال تصنیف ہے۔ میں اخیر میں اس امر کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ کوٹہ کے عام اہل اسلام نے عموماً اور میرے قدردان مہربان مولوی مظہر الہادی صاحب سہیل امروہوی ہیڈ ماسٹر اسکول کوٹہ و میر محمود حسن صاحب ثاقب دہلوی وکیل سررشتہ ریاست کوٹہ و مولوی عبد اللطیف صاحب نائب ناظم مالگذاری ریاست کوٹہ نے خصوصاً اس میلاد منظوم کو اسقدر پسند فرمایا اور کوٹہ کے بعض مجالس میلاد شریف میں بار بار مجھ سے پڑھوایا۔ میں اسکے چھپوا دینے پر اس خیال سے آمادہ ہوگیا کہ انشاء اللہ اسکو عام مسلمان پسند فرمائینگے۔ اور گلدستہ بزم مجالس میلاد شریف و مجالس ذکر آل محمد بنائینگے۔ اور خاص کر مولوی مظہر الہادی صاحب سہیل سلمہ اللہ نے اس کی نہایت خوشخط کاپی طیار فرمائی۔ جو چھپنے کو جاتی ہے۔ اور میں اون صاحبوں کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض اخلاقی سمجھتا ہوں۔ اور ادا کرتا ہوں۔ اللہ بس باقی ہوس *

الملتمس

مصنف حقیر افضل حسین ثابت لکھنوی سررشتہ دار عدالت فوجداری ریاست کوٹہ۔

۲۳ جمادی الاول ۱۳۲۸ھ مطابق ۲ جون ۱۹۱۰ء۔ بروز پنج شنبہ۔

مقام ریاست کوٹہ

فہرست مضامین مندرجہ مسدس میلاد

۲۴ ھ ۱۳

جلوہ گاہ پیغمبرؐ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باسمہ سبحانہ

ولہ الحمد والرجوع الیہ

سحاب حمد سے شاداب ہے نہال سخن
یہی ہے کام زبان کا یہی ہے مآل سخن
اسی کلام سے حاصل ہوا کمال سخن
یہی ہے ذکر جمیل اور یہی جمال سخن

یہ ذکر خیر چھٹے ہم سے غیر ممکن ہے
اسی پہ خاتمہ بالخیر ہو تو مومن ہے

وہ کارساز بھی عالم کا چارہ ساز بھی ہے
نیاز و راز کے قابل جسے ہے نیاز بھی ہے
اُسی کا خوف بھی ہم کو اسی پہ ناز بھی ہے
وہ بے نیاز بھی ہے اور پاک نواز بھی ہے

گناہگار پہ رحمت کو اُس کی جوش بھی ہے
وہ پردہ دار بھی ہے اور پردہ پوش بھی ہے

جہاں میں چار طرف فیض عام اُس کا ہے
دماغ اُس کا دل اُس کا مشام اُس کا ہے
جگر فگاروں کے دل میں مقام اُس کا ہے
زبان اُس کی لب اُس کے کلام اُس کا ہے

نہ ہو جو مرضی مولے تو چپکے رہتے ہیں
ہم اُس کی حمد اسی کے کہے سے کہتے ہیں

جو دل سے مانگ لیا ہم نے دے دیا اُس نے
جو دل کو پا لیا بے ریب و بے ریا اُس نے
نہ لب ہلا تھا کہ مطلب سمجھ لیا اُس نے
تو قلبِ عاشقِ صادق میں گھر کیا اُس نے

نہ بادشاہوں کو حاصل ہوئی یہ عزت دی
ذوالاحترام نے بت و حرم کی حرمت دی

مثالِ ذات ہے وہ اپنی صنعتوں میں بھی طاق
وہی دیا اُسے جس چیز کا جو تھا مشتاق
بغیر عرض و طلب بے سوال و استحقاق
گلوں کو رنگ پھلوں کو مزہ دلوں کو مذاق

جو چشمِ ہوش ہو تو اُس کا جلوہ گر دیکھے
ہر ایک رنگ میں نیرنگ ہے اگر دیکھے

دو رنگیٔ عالم

ہم اُس کی شان کو لیل و نہار دیکھتے ہیں
کبھی گلے کا حسینوں کے ہار دیکھتے ہیں
کبھی گلوں کو ہم آغوشِ خار دیکھتے ہیں
کبھی خزاں کبھی جوشِ بہار دیکھتے ہیں

مضرتوں میں بھی اکثر مفاد ہوتے ہیں
کہیں ملول کہیں قلب شاد ہوتے ہیں

دو رنگیاں ہیں عجب اُس کی صنع و حکمت میں
کوئی تو شاد ہے عشرت میں کوئی عسرت میں
کہ اختلاف ہے انسانوں کی طبیعت میں
کوئی ہے مست گنہ میں کوئی عبادت میں

کوئی بلا میں ہے شاکر تو کوئی شاکی ہے
کوئی ہے خرم و بے باک کوئی باکی ہے

غنا و رنج میں کوئی ہے عافیت میں کوئی
کوئی بلا و مصیبت میں معصیت میں کوئی
کوئی تو جہل میں ڈوبا ہے معرفت میں کوئی
کوئی ہے تعزیت غم میں تہنیت میں کوئی

کوئی ہے تکیہ میں مسند پہ کوئی بیٹھا ہے
کہیں ہے جشن کسی گھر میں حشر برپا ہے

کنارہ کش ہے کوئی کوئی اُس کا دیوانہ
بھرا ہے غم سے کہیں دل کہیں پہ پیمانہ
کسی زباں پہ شکایت کسی پہ شکرانہ
غمِ عظیم کہیں ہے کہیں پہ [illegible]

بچھڑتے ہیں کہیں باہم گلے سے ملتے ہیں
ہزار رنگ کے پھول ایک پل میں کھلتے ہیں

کسی کا شاد ہے دل اور کسی کا شق ہے جگر
کوئی بناتا ہے نوشہ حسین پسر کو پدر
کسی جنازہ پہ سہرا کسی کے ماتھے پر
جواں کوئی ہے عروسِ اجل سے ہم بستر

کہیں غمی ہے کسی گھر میں شادیانے ہیں
عجب قضا و قدر کے بھی کارخانے ہیں

خاصانِ خدا کے مبتلائے بلا ہونے کا سبب

خدا سے لاکھ بشر مکر و فند کرتا ہے
خود اپنے دوستوں کو دردمند کرتا ہے

کسی پہ کب وہ درِ رزق بند کرتا ہے
وہ چوٹ کھائے ہوئے دل پسند کرتا ہے

کہ معتقد کوئی بے امتحان نہیں ہوتا
بغیر ضرب کے سکہ رواں نہیں ہوتا

جبر و اختیار

نہ فلسفی کی محتاج ہے اسکی شانِ عمیق
تصور اس کا کیا اور ہو گئی تصدیق

نہ معرفت کو درکار ہے منطقی تحقیق
وہ ساتھ نیک ارادے کے دیتا ہے توفیق

بغیر جبر یہ ہم بار بار کہتے ہیں
کہ اہلِ خیر اسے اختیار کہتے ہیں

مجبور ہو کر منکروں کا بھی قائلِ خدا ہونا

ہر ایک قلب کو اس کی ہے خود بخود تشویق
فلک زدوں کا انیس اور غم زدوں کا رفیق

کہ ڈر ڈر کے وہ مان جاتے ہیں بڑھ کے شفیق
رجوع ہوتے ہیں آفت میں کھنچ کے سب زندیق

مریض ہوتے ہیں طولِ مرض سے تھکتے ہیں
غرض کے بندے ہیں اپنی غرض سے جھکتے ہیں

۱۴
مرض کچھ ایسے بنائے حکیم یکتا نے
بلائیں جھیلیں کہ بشر قدر عافیت جانے
حکیم سینکڑوں تشخیص میں ہیں دیوانے
خیالِ نفس کے ساتھ اپنے رب کو پہچانے

تغیراتِ جہاں رُوح و جسم میں دیکھے
ہزاروں شعبدے خاکی طلسم میں دیکھے

۱۵
خدا کو یاد کرے گر مرض کی شدت ہے
زمانہ شکر و عبادت کا وقتِ صحت ہے
بنور دیکھے تو علت بھی عین حکمت ہے
کہ تندرستیٔ انساں ہزار نعمت ہے

مرض ہے راہبرِ لطف رہنما صحت
خبر کسے ہے کہ بہتر مرض ہے یا صحت

رزق رسانی

۱۶
سحاب و صاعقہ و رعد و نجم و شمس و قمر
ہر ایک چیز ہے حکمِ خدا پہ باندھے کمر
بحار و آتش و خاک و ہوا و سنگ و شجر
بشر کو رزق پہنچتا ہے یوں بقولِ سحر

جہاں گیا مرا حصہ مجھے وہاں پہنچا
اُٹھا کے خوانِ کرم سر پہ آسماں پہنچا

خاصانِ خدا مصیبت میں شاد ہوتے ہیں

نوٹ: قطعہ سیریل نمبر ۱۴ اور ۱۵ کا مضمون صحیفۂ کاملہ کی پندرھویں دعا سے لیا ہے شاید اصل مضمون مقدس

بصیرِ صنعتِ پروردگار دیکھتے ہیں
ہر ایک رنگ جہاں بار بار دیکھتے ہیں

گلوں کے پاس گلستاں میں خار دیکھتے ہیں
خزاں میں بھی ترے شیدا بہار دیکھتے ہیں

بلا میں اہلِ ولا بامراد ہوتے ہیں
جو اہلِ دل ہیں مصیبت میں شاد ہوتے ہیں

مناجات

بدوں کا نام نہ ذکرِ ثقات باقی ہے
فقط تری نظرِ التفات باقی ہے

نہ کائنات کی کچھ کائنات باقی ہے
فنا ہے سب کے لئے تیری ذات باقی ہے

مثالِ شمع محبت کا داغ کھائے ہوئے
ترے چراغِ کرم سے ہوں لو لگائے ہوئے

نہاں کبھی تو کبھی آشکار کہتے ہیں
مرے گناہوں کو سب بے شمار کہتے ہیں

تجھی سے حالِ دلِ امیدوار کہتے ہیں
مگر تجھے سبھی تو آمرزگار کہتے ہیں

سقر میں جھونک دے مالک سزا یہ میری ہے
مگر گناہوں سے رحمت وسیع تیری ہے

گناہ گار میں تیرا ہوں تو مرا مالک
بخیل سے نہیں میرا اٹھا ملا مالک

کسی دنی سے نہ پالا مجھے پڑا مالک
ہزار شکر کہ تو ہے کریم یا مالک

پرکھنے والا کرم تیرا مشتری تو ہے
گُہر ہیں اشک ندامت کے جوہری تو ہے

نمبر ۲۱
صفات میں ترے سُنتا ہُوں درگذر یارب
محمدؐ عربی کا مطیع کر یارب
قصور بخش کے کر رحم کی نظر یارب
ولائے آل میں سب عمر ہو بسر یارب

یگانہ غیر کہیں سب نہ حال غیر ہُوا
خدا کی شان ہے کیا خاتمہ بخیر ہُوا

نمبر ۲۲
ترا ہی گھر دلِ ثابت ہے کر دے تو ہی دو نیم
یہ عشق اپنا مجھے بخش بہر ذبح عظیم
کہ نصف میں رہے امیدار نصف میں بیم
کہ خم رہے تری درگاہ میں سرِ تسلیم

قدم طریقِ وفا سے نہ عمر بھر کھینچوں
نہ دل سے آہ نہ تیری رضا سے سر کھینچوں

نمبر ۲۳
حسد کا آئنہ دل پہ کچھ غبار نہ ہو
سوا نجف کے الٰہی کہیں مزار نہ ہو
خیالِ غیر مجھے وقت احتضار نہ ہو
ابوتراب کا بندہ ہُوں میں فشار نہ ہو

جسد کے پاس ہو ہمسایۂ امام میں رُوح
نجف میں جسم رہے وادی السّلام میں رُوح

نمبر ۲۴
نہیں ہے مصلحت اس میں اگر تری یارب
حسینؑ پیاسے کی بھولوں نہ تشنگی یارب
نجف نہیں نہ سہی کربلا سہی یارب
جو آئے نزع میں یا پیاسے کہوں یہی یارب

اُمّید پوری ہوئی کربلا کے زائر کی
حیاتِ خضر سے بہتر ہے موت حائر کی

لُطفِ خُدا

کچھ انتہا بھی ہے اس پرورش کی ربِّ کریم
پیمبروں کو معیّن کیا پئے تعلیم

خود اپنی ذات پہ واجب کیا ہے لطفِ عمیم
کہ تا فریب نہ دے آدمی کو دیوِ رجیم

صلائے لطف پئے خاص و عام کی تو نے
رسولؐ بھیج کے حجّت تمام کی تو نے

کسی نبی کو خلافت کسی کو صفوت دی
کسی کو زُہد کسی کو سوا قناعت دی

کسی کو حلم کسی کو حیا و خُلّت دی
کسی کو صبر و توکّل کسی کو طاقت دی

کسی کو محو کیا تو نے یاد میں اپنی
کسی نے عمر بسر کی جہاد میں اپنی

دیا کسی کو جمال اور کسی کو صبرِ جمیل
کسی کو ملک وہ بخشا نہیں ہے جس کا عدیل

کیا کسی کو کلیم اور کسی کو اپنا خلیل
کسی نے آبِ بقا پی کے پائی عمرِ طویل

کسی کا عجز یہ معبود نے پسند کیا
بُلا کے چرخِ چہارم پہ سربلند کیا

حمد و آلِ محمد صلعم کا بیان

بند ۲۸
سبھوں پر احمدِ مختار کو فضیلت دی ۔ کمال خُلق دیا اور تمام نعمت دی
پھر ایک رُسل سے زیادہ انہیں شریعت دی ۔ شریعت میں ہمسرِ قرآں وہ آل و عترت دی

پر آل جان ہے گویا شریعت کی
نبی کی رُوح رواں جان ہے شریعت کی

بند ۲۹
حیدر ہو فاطمہ حسن و حسین شوکت ہے ۔ ہر ایک نبی کی ہیں ان میں نیک خصلت ہے
حصولِ ان کی امامت کو اوج رفعت ہے ۔ مسیح جن کے ہیں ماموم وہ امامت ہے

خضر کے راہنما اہلِ بیتِ احمد ہیں
یہ ایک نورِ محمد سے تا محمد ہیں

نورِ محمدی کا بیان اور ابلیس کا مردود ہونا

بند ۳۰
ہر لوح کا ہوا ظاہر اور تھا قلم کا نور ۔ ملک کہ تھا جو عبادت شہِ اُمم کا نور
سبب ہے خلقتِ ہر دو جہاں قدیم کا نور ۔ جبینِ آدمِ خاکی میں جب یہ چمکا نور

جھکے ملائکہ ذی حشم پئے تعظیم
بحکمِ رب کے سجدے میں خم پئے تعظیم

مثالِ شعلہ سرکش معلم الملکوت
غرور سے ہوا نقصِ عبودیت کا ثبوت
جھکا نہ سجدے میں سر دھنتا رہ گیا مبہوت
کہ ذوالجلال کا بھولا جلال و جبروت
حسد سے آگ بگولا تھا غیظ طاری تھا
شریر اصل پہ اپنی گیا کہ ناری تھا

ندائے حق یہ تھی کیوں تو نے سجدہ کیا
بنا ہوں آگ سے آدم ہے خاک کا پتلا
جواب یہ تھا کہ سرکش ہیں اس سے ہوں اعلا
جھکوں یہ خاک پہ سجدہ کرے نہیں زیبا
قیاس اس کا غلط تھا ضلال ظاہر تھا
نہ خاکسار کبھی رتبے سے خاک باہر تھا

خرد سمجھتا تھا جس شے کو عقل کا دشمن
چراغ فتنہ و شر تھا وہ باغ میں روشن
نہ تھی خرد کہ خرد خضر ہے وہ تھی رہزن
مآل کار کو سمجھا تھا وہ دریدہ دہن
یہ خاک نام خدا خازن خزائن ہے
زمین امین ہر اک شے کی گنج خائن ہے

سرکشی جو ہوئی ناپسند رب جلیل
قیاس کام نہ آیا غلط تھی اس کی دلیل
نظر سے گر گیا ہم چشموں کی ہوا ذلیل
پڑا یہ کیسا ہوا عمل بے نظیر عدیل
نہیں ہے مستحق اب وہ خدا کی رحمت کا
گلے میں ڈال دیا پڑھ کے طوق لعنت کا

الگ وہ ہو گیا نیکوں سے جو لعین تھا — عیاں تھا آدمی جو عینِ حق کا مقصد تھا
برائے سجدہ ملک کو جو حکمِ سرمد تھا — جبینِ آدمِ خاکی میں نورِ احمد تھا

شرف خدا کی حضوری میں حضور کو ہے
مباح سجدۂ تعظیم اُن کے نور کو ہے

نورِ محمدی کا مددگارِ انبیاء علیہم السلام رہنا

سوا خدا کے نہ تھا خاکدانِ دہر میں خاک — ہر ایک ذرہ کیا نورِ حق نے خاک سے پاک
ملک کو بخشی ہے عصمت بشر کو ادراک — ہے رہنمائے جہاں نورِ سیدِ لولاک

سب انبیاء کی مدد کی ہے عین مشکل میں
رہا چراغِ ہدایت ہر ایک محفل میں

جنابِ آدمؑ و نوحؑ و خلیلؑ و اسمٰعیلؑ — عزیرؑ و یونسؑ و ایوبؑ و خضرؑ و اسرائیلؑ
کسی کی پشت میں کشتی پہ تھا کسی کا وکیل — تجلی یدِ بیضا کی اس سے تھی تکمیل

کلیمؑ اسی کے سبب رودِ نیل سے گذرے
یہ پیشِ راہ تھا جب رودِ نیل سے گذرے

شعیبؑ و یوسفؑ و اسحاقؑ و یوشعؑ و ہارونؑ — سبھوں کے پیشِ نظر تھا یہ نور کا مضمون
اسی پہ ہو کے سلیمانؑ عاشق و مفتوں — کیے ہیں مسخ محمدؐ بن شہر زورِ دوں

وہ دم بخود ہوا جس نے چمک دمک دیکھی
اسی کی طور پہ موسیٰ نے اک جھلک دیکھی

اگر یہ نور نہ ہوتا محیطِ چرخِ کبود
نہ کرتے جیسے وادریس آسماں پہ صعود
خلیل پہ ہوئی گلشن جو آتشِ نمرود
ہر ایک گل میں اسی نور کی تھی بود و نمود

ذبیح ذبح تھے ہر چند امرِ رب سے بچے
مگر یہ نور سپر تھا اسی سبب سے بچے

ہر اک زمانہ میں اس نور کی تھی جلوہ گری
حبیبِ حق کی محبت تھی سب کے دل میں بھری
تمام مرسلِ حق دے گئے تھے خوش خبری
کہ ہوں گے ختمِ رسل احمدِ کریم و جری

وہ عز و جاہ سے پہنچیں گے ربِ عرش تک
قیام ان کی رسالت کو ہے قیامت تک

نورِ محمدی کا اصلابِ طیبہ اور ارحامِ طاہرہ میں ہے

جو بطنِ طاہرہ میں نور نے جگہ پائی
تقدس اس کا بڑھا اور جمال کی زیبائی
رہا کسی کی جبیں میں یہ حق کا شیدائی
اُٹھا تھیں سجدہ میں [illegible]

بڑھا جمال و تقدس ملک خصالوں میں
یہ نور پھیلتا رہا سجدہ کرنے والوں میں

نور مطہرہ ملاحظہ ہو آیت تقلبک فی الساجدین اور اس کی تفسیر

پیشین گوئیاں

بھٹکتے پھرتے تھے گھر گھر حجاز کے کاہن
عدو تھے درپے تخریب منتظر مومن
کہ اب جہاں میں آتا ہے خلق کا محسن
شب اشتیاق میں کٹتی تھی انتظار میں دن

جہاں تھا منتظر اس طرح حق کے حامی کا
اب انتظار ہے جیسے امام مہدی کا

نجومیوں میں چرچے تھے سارے سارے دن
نجوم صدقے کرے ماہ مہر وارے دن
سعید راتیں اب آتی ہیں اور پیارے دن
وہ آفتاب کہ پھیریگا جو ہمارے دن

طلوع ہونے کو ہے مشرق رسالت سے
بھریگا عالم ایجاد کو عدالت سے

جبیں رگڑ چکے شاہوں کی بارگاہوں پہ
نہ مہرباں ہوئے نجم اپنے خیر خواہوں پہ
بتوں سے کہ دو لپیٹیں تمہاری آہوں پہ
بہت بھٹکتے ہیں تثلیث کے تراہوں پہ

سبھوں کو خواب پریشاں سے یہ جگا دیگا
بس ایک جادۂ توحید پہ لگا دیگا

منجم اپنا حساب و کتاب دیکھتے تھے
ضیائے شمس پہ سحاب دیکھتے تھے
نبی کی راہ کو راست آپ دیکھتے تھے
جمال آپ کا یا بس خواب دیکھتے تھے

خدا کی مہر سے مسرور قلب ہوتے تھے
نصیب جاگتے تھے زندہ دل جو سوتے تھے

حضرت عبد المطلب کا خواب دیکھنا

حضور کے جدِ امجد نے خواب میں دیکھا	کہ اک درخت اُگا اُن کی پشت پر گویا
فلک پہ اُس کی ہے چوٹی بلند ہے ایسا	جہاں کو گھیر لیا اُس نے پھیل کر ہر جا

ضیائے قدرتِ حق کا ہوا ظہور اُس میں
سوا تھا مہر سے ہفتاد حصہ نور اُس میں

جہاں میں پھیلتا تھا دمبدم وہ نورِ عظیم	ہر ایک آن سوا ہوتا تھا درخت جسیم
بڑھی یہ منزلت و قدر و عزت و تکریم	کہ اک جہان نے کیا اُس کو سجدۂ تعظیم

نسیم ڈالیوں کو چل کے جب ہلاتی تھی
تو بار بار بہار اُس کی بڑھتی جاتی تھی

حسد سے چند گروہِ قریش نے مل کر	کیا ارادۂ فاسد کہ قطع ہو وہ شجر
جو بیلچے لئے باغی بڑھے بہ نیتِ شر	جواں عیاں ہوا اک خوش لباس خوش منظر

دلاوری سے گئیں سب جو تیغیں اُٹھیں نہیں اُن کی
نظر ملاتے ہی آنکھیں نکال لیں اُن کی

بند نمبر [illegible]

کمر شکستہ و بے پا ہے تیرہ خصال
اُسی جوان نے گرفتار انہیں کیا فی الحال
زمانے پر ہوا ظاہر کمال اُس کا کمال
بچا حضرت عین الکمال سے وہ نہال

جو دیکھا خواب یہ جدِّ نبی مرشد نے
خدا کے شکر کا سجدہ کیا موحّد نے

بند نمبر [illegible]

قریشیوں میں کوئی کاہنہ تھی خوش تقریر
یہ خواب خوب سنا جب تو اُس نے دی تعبیر
اگر یہ خواب ہے سچا تو ہے عرب کے امیر
تمہارے صلب سے ہوگا وہ طفل بے نظیر

کہ شرق و غرب میں پھیلیگی سلطنت اُسکی
کرینگے اہلِ زمانہ متابعت اُس کی

بند نمبر [illegible]

وہ کاہنہ جو نہ اسرارِ حق سے تھی آگاہ
نہ جزوِ خواب کی تعبیر کر سکی دلخواہ
بتا سکی نہ یہ ناصرِ رسول اللہ
کہ وہ جوان ہے علی لافتیٰ ہے اس پہ گواہ

وہ ذوالفقار کا مختار تیغ زن ہے علی
کہ قریش کی توڑے وہ صف شکن ہے علی

مطلع

بند نمبر [illegible]

مقامِ حمد ہے احمد کی آمد آمد ہے
پیمبروں کے سر آمد کی آمد آمد ہے
جہاں میں رحمتِ سرمد کی آمد آمد ہے
شفیعِ خلق محمد کی آمد آمد ہے

ہزاروں بجلیاں قربان ایسے باراں پر
خدا کا نور برستا ہے کوہِ فاراں پر

خدا کے گھر کا در و سقف و بام روشن ہے
مثالِ شمس و قمر صبح و شام روشن ہے

حطیم و ممبر و رکن و مقام روشن ہے
وہ نور ہے کہ زمانہ تمام روشن ہے

میانِ کون و مکاں ہر مکاں نور کا ہے
زمین نور کی ہے آسمان نور کا ہے

حدیثِ نور

حدیثِ نور ہے نورِ ازل کی تقسیم
دو نیم ہو گیا یہ نورِ واجب التعظیم

کہ بطنِ فاطمہ بنتِ اسد میں ہو کے مقیم
اسی طرح سے جیسے دو نیم قلب سلیم

ہر ایک جزو تھا حق بین و معدلت آگاہ
اس ایک سے محمد و طالب اک سے عبداللہ

جبینِ حضرتِ عبداللہ سے مجلّٰی تھا قمر
جدھر گزرتے تھے اُن کا بیانِ ماہ گزر

ضیا فشاں تھا سرِ کوہ وہ نورِ حق منظر
سلام دیتے تھے کو ہ و شجر و درخت و حجر

شمیدہ میرا اطاعت سے رہ قضا کی تھا
خدا کے نور میں کیا عجب کبریائی تھا

آئی قوم سے بہت کی مسلمہ وہ بیانات حق کی طرف اشارہ ہے ۔۔

عیاں تھا کوکبِ اقبال و جاہ عبداللہ | ہوا جب آمنہ بنت وہب سے اُن کا بیاہ
جبینِ آمنہ میں آ گیا وہ نورِ اِلٰہ | ہوا ہر اک قریشیہ کو صدمۂ جانکاہ

ہزاروں وادیِ شوق و لقا میں ہرزہ تھیں
حسد سے مر گئیں جو عورتیں وہ دو سو تھیں

خجل تھا ماہ بھی ماتھا وہ یوں دمکتا تھا | ستارہ آمنہ کے بخت کا چمکتا تھا
عدو کی آنکھ تھی خیرہ نہ دیکھ سکتا تھا | عجیب نور میں سطوت تھی دل دھڑکتا تھا

جو دیکھا قہر سے وہ بدخصال اعمیٰ تھا
نظر ملاتے ہی عین الکمال اُسے تھا

مہک تھی نور میں گھر مثلِ باغ روشن تھا | جہاں تک شمعِ تجلی کا ایاغ روشن تھا
جلال کا گھرِ شب چراغ روشن تھا | دلِ آمنہ کا منور دماغ روشن تھا

خدا کی یاد میں دل صبح و شام رہتا تھا
زباں کو ذکرِ الٰہی سے کام رہتا تھا

حدیثِ ولادت حضرت آمنہ کی زبانی

بیاں ہے والدۂ خاتم الرسالت کا | کہ جب قریب زمانہ ہوا ولادت کا
عطش کے ساتھ تھا دل پر وفورِ دہشت کا | کہ ایک طائرِ ابیض ریاضِ قدرت کا

پر اپنے کھولے جنت سے متصل آیا
وہ پاس آیا تو میرا ٹھکانے دِل آیا

چمن میں نکہتِ گل بھی تھی بوے اُلفت بھی
غم و ملال گیا دل سے اور وحشت بھی

پسند وضع بھی تھی اُس کی اور رنگت بھی
نظر پڑا مجھے پھر ایک جامِ شربت بھی

پیا تو پائی تجلّی دل کی اور سرور بڑھا
نظر اُٹھائی تو پھر نظارہ نُور بڑھا

عجب سماں تھا عجب وقت تھا عجب ساعت
وہ حوریں نظر آئیں حسین و خوش طلعت

عجب مکاں تھا عجب منزلت عجب حشمت
کہ جن کے سرو کی صورت بلند تھے قامت

یقین دل کو ہوا اُسکا یہ سب نور کی ہیں
ہیں اُن کی بات سمجھی تو سمجھی دُور کی ہیں

پھر ایک چادر دیبا سفید سر تا سر
ندائے غیب یہ آئی تھی لو اسے جا کر

میانِ ارض و سما کھنچ گئی مثالِ نظر
زیادہ خلق سے عزت میں ہے جو نیک سیر

وقار و حرمت و تعظیم و احترام کرو
درود بھیجو ادب سے جھکو سلام کرو

ہوا میں اُڑتے ہوئے آو ہی نظر آئے
حجاب اُٹھ گئے پست و بلند عالم کے

سبھوں کے ہاتھوں میں نورانی آفتابے تھے
تمام مشرق و مغرب زمیں کے دیکھے

نشاں وہ دیکھا کہ ممکن نہیں نظیر اُس کا
کہ چھڑ نور لال کی تھی اور پھریرہ سبز اُس کا

نشاں نصب ہوا تھا بپشتِ کعبہ پناگاہ
علم تھی کلمہ کی انگلی کہ سوئے عرشِ الٰہ

کہ خیرِ خلق ہوئے خلق باجلالت و جاہ
نشانِ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ

اشارہ تھا کہ خدا لاشریک و یکتا ہے
رفیع شان ہے اُس کی وہ ربِّ اعلیٰ ہے

اُٹھو کہ اُتری ہے رحمت رحیم و رحمٰن کی
ضرور چاہیے تعظیم نورِ یزداں کی

بعد ولادت حضور صلعم جو حالات حضرت آمنہ خاتون نے دیکھے

یہ حال دیکھ رہی تھی میں چشم حیراں سے
عجیب پیار سے لپٹا مرے دل و جاں سے

کہ ایک ابر سفید اترا چرخ گرداں سے
صدا کسی کی سُنی ان کو لے چلو یہاں سے

تمام مشرق و مغرب کے خشک و تر دیکھیں
سب آ کے دیکھ لیں سب ان کا کر و فر دیکھیں

عیاں ہو سارے زمانہ پہ ان کی شوکت و جاہ
سُنی ادھر تو یہ آواز اور ادھر ناگاہ
سبُوح نام سے واقف ہوں لغت سے آگاہ
نظر سے ہو گیا غائب وہ میرا غیرتِ ماہ
پھر ایک آن میں یہ لطفِ ذوالمنن دیکھا
سفید و سبز ردا میں وہ گلبدن دیکھا

سفید پارچہ کی وہ چمک دمک وہ وقار
اور اس کے نیچے وہ ابریشمی لباس بہار
خجل تھا آپ پہ واں منفعل دُرِ شہوار
چمن سمیت ہو فصلِ بہار جس پہ نثار
ریاضِ دہر کی سرسبزیاں عیاں اس میں
بندھی تھیں بیچ میں دلآویز کنجیاں اس میں

ندائے غیب تھی یہ ہادیِ طریقت ہیں
یہ تینوں کنجیاں مفتاحِ قفلِ دولت ہیں
تمام خلق پہ اللہ کی یہ حجت ہیں
کلیدِ منفعت و نصرت و نبوت ہیں
خدا کی دین ہے خلقت پہ ان کا قبضہ ہے
کہ نفع و نصر و نبوت پہ ان کا قبضہ ہے

ہوا خموش منادی پیام پہنچا کر
چھپایا اُس نے چہرے ماہتاب کو آ کر
اک اور ابر بڑھا دستِ شوق پھیلا کر
پھر آپ ہو گئے پنہاں جھلک سی دکھلا کر
فراقِ نورِ نظر میں سیاہ دنیا تھی
وہ بیکلی تھی طبیعت مضطر اتنی اور یہ گھبرائے تھی

نمبر ۶۰
سُنی کسی کی یہ آواز ساتھ آپ کے جاؤ ‏ جہاں کے راہنما کو ہر ایک سمت پھراؤ
تمام مشرق و مغرب کے رازان کو بتاؤ ‏ جہاں میں جو نہیں پیدا ہوئے انہیں بھی دکھاؤ

بہت وہ لوگ ہیں مشتاق سیر کی رُوحیں
کہ دیکھیں جن و بشر و حوش و طیر کی رُوحیں

نمبر ۶۱
ابوالبشر کی صفا نوح کی بھی رقّت دو ‏ انہیں خلیلِ خدا کی تمام خُلّت دو
لسانِ صدقِ سماعیلِ پاک طینت دو ‏ کمالِ یوسفِ صدّیق ذی وجاہت دو

خدا کی ہے نظرِ لطف بے نظیر یہ ہیں
انہیں بشارتِ یعقوب و بشیر یہ ہیں

نمبر ۶۲
بڑھاؤ عزّتِ محبوبِ ربِّ سُبحانی ‏ عطا کرو انہیں داؤد کی خوش الحانی
خدا کریم ہے بخشش کی ہے فراوانی ‏ کرم میں عیسیٰ گردوں نشین کے ہوں ثانی

ہر ایک رتبۂ اعلیٰ پر ان کو پہنچا دو
یہ زاہدوں کے ہیں سرتاج زہد سکھلا دو

نمبر ۶۳
یہ مژدہ سُنتے ہی دل میرا باغ باغ ہُوا ‏ ہٹا وہ ابرِ معطّر دل و دماغ ہُوا
تجلّیِ یدِ بیضا جگر کا داغ ہُوا ‏ نظر فروزِ مرالعل شب چراغ ہُوا

کس آبرو سے مرا گوہرِ تمنّا تھا
سفید چادرِ ابریشمی میں لپٹا تھا

نمبر ۵۴

وہ پیاری پیاری نگاہیں وہ چشمِ حق منظر
ندائے غیب سے تھی قابض ہوئے ہیں دنیا پر
وہ دستِ پاک میں مضبوط گوشۂ چادر
اب اِن کے قبضہ سے ہوگی نہ کوئی شئے باہر
یہ کہ کریں کہ سفید اختیار اِن کا ہے
عجب شکوہ عجب اقتدار اِن کا ہے

نمبر ۵۵

یہ سن رہی تھی کہ تین آدمی نظر آئے
اس اقتدار پہ آثارِ عجز کے پائے
وہ رُخ کہ مشرق مہرِ منیر شرمائے
کہ پاس آئے مؤدب سروں کو تھوڑائے
وہ گرد و پیش تھے یوں میرے ماہ سیما کے
کہ جیسے خادمِ دیرینہ آگے آقا کے

نمبر ۵۶

کوئی لئے ہوئے نافہ اور آفتابۂ سیم
ہر ایک گوشہ میں جس کے تھا نصب دُرِّ یتیم
کسی کے پاس مرد کا سبز طشتِ عظیم
سفید رنگ کا رومال اِک لئے تھا مقیم
اور اُس میں مہر چمکتی جو مہرِ اعظم تھی
ضیا کا خاتمہ تھا جس پہ ایسی خاتم تھی

نمبر ۵۷

وہ طشتِ سبز تھا گویا کھلا ہوا گلزار
رکھا جو پاس مرے گلعذار کے اک بار
بہارِ باغِ بہشت اس پہ ہو جس پہ نثار
تو چھوٹ پڑنے سے گلزار تھے در و دیوار
کہا کسی نے بظاہر یہ طشت سا ہے
حضور راست تہی ہوں قابضِ باغِ دنیا ہے

خدا کی شان یکایک یہ مجھ کو آیا نظر
کہ بیچوں بیچ میں تھا طشت جیسے شکلِ قمر
لگا کسی نے کہ قبضہ کیا ہے کعبہ پر
اُس آفتاب سے نہلایا ایک نے بڑھ کر
سرِ یتیم پہ رکھ رکھ کے ہات غسل دئیے
شمار میں نے کیا پورے سات غسل دئیے

مُہرِ نبوت اور شاعرانہ مضامین

فراغ غسل ولادت سے پا چکے جس دم
تو ایک شخص نے کی نصب پشت پر خاتم
وہ نقش ہو گیا جو تھا نگین میں زیبِ رقم
پکارے وجد میں تُو وحیِ خدا کے لوح و قلم
نشان ہے شانوں کے مابین شانِ قدرت کا
بنے حبیب سو یہ نقشِ حق نے اُلفت کا

یہ شاعرانہ مضامین ہیں با ہنر سمجھیں
اشارہ تھا کہ جو ذی فہم ہیں بشر سمجھیں
اسی میں خیر ہے ہو جائیں با خبر سمجھیں
صنم پرست اسے نقش نے الحجر سمجھیں
کبھی نہ مٹ سکے یہ نقش و نگار پر جائیں
جدھر ہو نقشِ قدم ان کا سب اُدھر جائیں

خدا نے تاج سر اُس کو بنایا عالم کا
اس ایک پھول سے گلشن بسایا عالم کا
اسی کے صدقہ میں مقصد بر آیا عالم کا
یہ نقش کھینچ کے نقشہ دکھایا عالم کا

تقدّم اس کو ہے سب پہ سب سے فضل ہے
نگار خانۂ قدرت کا نقشِ اوّل ہے

نمبر ۸۲
کلف ہے ماہ کا محبوب۔ داغ لالے کا ۔ چراغ اندھیری گھا ہے۔ آفتاب اُجالے کا
یہ مُہر خاص نشان ہے بنانے والے کا ۔ ورقِ اخیر رسالت کے ہے رسالے کا

یہ سمجھو پشتِ رسولِ خدا احترام پہ مُہر
یہ ہے کتاب نبوت کے اختتام پہ مُہر

نمبر ۸۳
اگرچہ قوتِ تخئیل کہہ رہی ہے کہ اور ۔ مگر نہ طبع کو مطبوع ہو گا طول کا طور
وہ بات ہوتی ہے دلکش جو نظم ہو مع الفوّ ۔ اُسی حدیث کا مضموں اب ہے قابلِ غور

جنابِ آمنہ دیتی ہیں یہ خبر باقی
بگوشِ ہوش سنو قولِ معتبر باقی

نمبر ۸۴
اُٹھائی پشت سے خاتم جو لیکے نامِ خدا ۔ کچھ اُس نے دم کیا جس دم دہانِ پاک بِھا وا
لکھے وہ لفظ کہ جن کو نہ سمجھی ہیں اصلا ۔ بس اتنا سمجھی کہ حفظ و امانِ حق میں دیا

مدینہ کر دیا ایمان و علم کا دل کو
یقین و عقل و شجاعت سے بھر دیا دل کو

نمبر ۸۵
بری ہو شر سے سراپا کہ تم ہو خیرِ بشر ۔ جناں محبت کے لئے اور ہیں جد سے سفر
پیک کے سایۂ شہپر کیا سر شہ پر ۔ پیروں میں اپنے دگڑی پھر رکھا تنِ اطہر

عجب لطف و محبت کا ساز و سامان تھا
ریاض جنت سے کیا اس قدر وہ رضوان تھا

وہ اس کے سحر فلک تک تھی نور کی دیوار
کہ تصویر شام نظر میں تھے شکل شعلہ دار

عجب سماں تھا عجب نور تھا عجب آثار
فلک بھی جھکے ہوئے تھے اٹھے [illegible]

وہ سب ملائکہ تھے جو پیش شب بلا اتر کے
نثار ہوتے تھے جو کہ وہ سب سے پھر پھر کے

سنا کے مجھ کو کوئی کہہ رہا تھا یوں گویا
خدا کا شکر کہ اے آمنہ بفضل خدا

ترے شکم سے ہوئے سید البشر پیدا
[illegible]

اسی کے فضل سے تھا سید کا وضع حمل ہو گیا
رکھا اس کا نام محمد یہ تا قیامت ہوگا

روایت ثانی حضرت عبدالمطلب کی زبانی

حضور کے جد امجد سے یہ خبر ہے رقم
[illegible]

سمٹ کے چاروں طرف سے آئے تھا سکان حرم
[illegible]

[illegible]
[illegible]

نمبر ۸۹

زباں نہیں جو کروں شکر تیری نعمت کا — ملیگا ذائقہ بندوں کو اب عبادت کا
مٹایا نام و نشاں شرک و کفر و بدعت کا — بلند پایہ کیا میری قدر و عزت کا

نجاستوں سے بری شاد و فرحناک کیا
کہ خاک سے بطفیل حبیب پاک کیا

نمبر ۹۰

عجیب زلزلہ کعبہ میں تھا عجیب حالات — زمیں پہ طاقوں سے اوندھے گرے تھے بت [?] لات
خدا کے سجدہ میں سب ہیں یہ ہوتا تھا اثبات — وہ ابر چھایا ہوا طائروں کی وہ بہتات

میں کہہ رہا تھا کہ بیدار ہوں کہ خواب میں ہوں
جہاں زیر و زبر ہے میں پیچ و تاب میں ہوں

نمبر ۹۱

گیا قریب شبستانِ آمنہ جس آن — صدا یہ ابر نے دی اس قدر ہو کیوں حیران
مثالِ جنت ہو پیدا رحم تو اے ذیشاں — کہا یہ آمنہ سے جس لیے کیا یہ ہیں سامان

وہ نور کیا ہوا ماتھے میں جو چمکتا تھا
دیا جواب کہ وہ میرا ماہِ سیما تھا

نمبر ۹۲

وہ نور ہو کے مجسم قمر ہوا پیدا — خدا کا شکر مرا سیم بر ہوا پیدا
سرورِ دل ہوا لختِ جگر ہوا پیدا — خدا کی مہر سے نورِ نظر ہوا پیدا

ادھر یہ ابر وہ طائر اُدھر جھگڑتے ہیں
یہ میرے لال کے طالب ہیں مجھ سے لڑتے ہیں

مثالِ دل ہُوں میں سینے سے اپنے لپٹائے ۔۔۔ کوئی نہ حسرت جگر کو گزند پہنچائے
یہ سُن کے بس نے اُدھر دستِ شوق پھیلائے ۔۔۔ کہا نہ حسرتِ دیدار دل میں رہ جائے

مرے جگر کو مرے دل کے چین کو دیدو
لگاؤں آنکھوں میں نورِ عین کو دیدو

دکھاؤں کس کو دلِ داغدار کی صورت ۔۔۔ غمِ فراق کھٹکتا ہے خار کی صورت
یہ ہے قرارِ دلِ بے قرار کی صورت ۔۔۔ دکھا دو مجھ کو مرے گل عذار کی صورت

کہا عبث ہو مُصر اس کی رُونمائی کے
بہا چکے ہیں میاں تین دن جدائی کے

یہ سُن کے دل کو مرے رنج بے حساب ہُوا ۔۔۔ حسام کھینچ لی اس پہ پیچ و تاب ہُوا
اُدھر سے پھر وہی دیدار کا جواب ہُوا ۔۔۔ ہزار حیف نہ مقصد میں کامیاب ہُوا

غضب کا قصد دلِ بے قرار میں پہنچا
قریب حجرہ اسی انتشار میں پہنچا

اک آدمی ہُوا حجرہ سے جلوہ گر ناگاہ ۔۔۔ کہا کہاں کا ارادہ ہے کیا ہے اپنی چاہ
ملائکہ کا ہے مجمع یہاں باذنِ اللہ ۔۔۔ وہ جا نہیں کہ زیارت تو کر نا خاطر خواہ

پھر اس کے بعد عجب نورِ جلوہ گر دیکھا
مثالِ ماہ رُخِ سیّد البشر دیکھا

نکلے ماہ جو موحد کے رہبر تو جب بعد — خدائے پاک کی داداؤنے کی ادا تحمید
کہ تو نے بخشا مجھے یہ صغیر سعد و سعید — تری اماں میں دیا اس کو اے حمید مجید

عیاں ہے شانِ سیادت ہر اک اشارے میں
یہ ہے صغیروں کا سردار گاہوارے میں

تاریخ و وقتِ ولادت

بقولِ عائشہ جب آپ نے کیا جلوا — تھی ربیع نخستیں کی بارھویں [12] الا
بقولِ خاصہ سترھویں [17] تھی یہی ہے لکھا — مگر ہے قابلِ ترجیح قولِ آلِ عبا

مثل عرب کی ہے سب اہلِ عقل مانتے ہیں
کہ گھر کے حال کو خوب اہلبیت جانتے ہیں

خبر یہ دیتی ہے عترت نبیِ مرسل کی — جب آئی ہفتدہم شبِ ربیع اول کی
بہار ہو گئی جہاں عرب کے جنگل کی — دکھائی صبح کو نورِ اِلٰہ نے جھلکی

اُدھر تو نجمِ سحر آسماں پہ چمکا
ستارہ آمنہ کے بخت کا اِدھر چمکا

قریبِ صبح ہوئے سیدِ رسل پیدا — بہار جس سے جہاں ہے ہوا وہ گل پیدا
یہ شور رعد سے تھا صورتِ دہل پیدا — ہوئے بشیر و نذیر و شفیعِ کل پیدا

اب آئی عابدوں کے امتحان کی نوبت
کہ پانچ وقت بجیگی اذان کی نوبت

حضورؐ کا ناف بُریدہ اور مختون پیدا ہونا

نمبر ۱۰۱ مہک رہا تھا محل جسم میں وہ نکہت تھی — خجل ہوں شمس و قمر رخ میں ایسی طلعت تھی
سحاب چتر فگن تھا کہ حق کی رحمت تھی — بدن میں سایہ نہ تھا اس قدر لطافت تھی

عیاں حدیثِ ولادت سے ہے یہ مضموں بھی
حضورؐ ناف بریدہ تھے اور مختوں بھی

کعبہ کے بتوں اور بت پرستوں میں انتشار

نمبر ۱۰۲ سحر کو جب ہوئے داخل میانِ بیتِ حرم — تو دیکھا سب نے کہ طاقوں سے گر پڑے ہیں صنم
خدا کے سجدہ میں گویا ہیں صف بصف باہم — جو بت پرست تھے اُن کے لبوں میں آگیا دم

کہ حشر کیوں ہے بتِ گنبدِ کہن پیدا
کہا کسی نے ہوئے شاہِ بت شکن پیدا

آتش کدہ عجم کا بجھ جانا

نمبر ۱۰۳
یہ نقشہ بگڑا تھا ہر کاہن و مہندس کا | مٹا اُس کا دبدبہ تھا یہ رنگ رخ اس کا
عجم کا دیدۂ حیران تھا پھول نرگس کا | اگر بجھ کے رہ گیا آتش کدہ بھی فارس کا

بجھانے برق کی چمک تھی یا چھلاوہ تھا
جو دیکھا پھر کے نظر خشک تر سا وہ تھا

نمبر ۱۰۴
شرار بن کے اُڑا آگ سے سمندر بھی | نکل آیا ان شعلوں پہ بال بھی جیسے پر بھی
اُداس پھرتے تھے محتاج بھی تونگر بھی | سلگتے تھے آگ کے سان ان کے دل بھی جگر بھی

یہ کہتا تھا کف افسوس اہرمن مل کے
کہ خاک ہو گئے اب آتش پہ چل چل کے

نمبر ۱۰۵
سمجھ لو ہو چکی تلوار اب صفاہاں کی | تمام ہو گئی شوکت تمام ایران کی
کریں گے لوگ پرستش بس ایک یزداں کی | نہ پھر رہی وہ پرستی نہ یہ ادا بانکی

صدا غیب کی تھی کہ اب سب کے خاکستر
برائے جل گئے نہ شعلے رہے نہ خاکستر

رواق کسریٰ کے چودہ کنگروں کا گرنا

نمبر ۱۰۶
موحدوں کو خوشی تھی کہ دل شکستوں کو | سنبھلنے کی جگہ تھی پہلے شعلہ پرستوں کو
خود اپنی جان کے لالے پڑے تھے مستوں کو | کہ آرہا تھا خدا یاد خود پرستوں کو

تمام ہل گئے آثار طاق کسریٰ کے
گرے جو کنگرے چودہ رواق کسریٰ کے

نمبر ۱۰۶
یہ چودہ کنگرے گنتے تھے سب کو سمجھا کے
یہ ہیں پیمبر غازی خدا سے بھجا کے
گنو کہ پورے ہی چودہ عدد ہیں طہٰ کے
جہاں کو چھوڑ ینگے کلمہ خدا کا پڑھوا کے

خدا کے نور ہیں چودہ یہ سب سے افضل ہیں
یہی تو چاردہ معصوم ہیں یہ اوّل ہیں

سپاہِ ابرہہ کا کعبہ پہ چڑھائی کرنا

نمبر ۱۰۷
چڑھائی کعبہ پہ اصحاب فیل کی ہوئی جب
سپاہِ ابرہہ پہ آگیا خدا کا غضب
تو بطن والدہ میں تھے رسول پاک نسب
شکارِ طیرِ ابابیل قہر ہو گئے سب

غضب کے بعد ہوا جوشش تازہ رحمت کو
خدا نے بھیج دیا خاتم الرّسالت کو

زمانۂ ولادت عہد حکومت نوشیروان عادل

نمبر ۱۰۸
جو مقتضی ہوئے اس آنکھ کو نہ دیکھیں ون
مثال آپ کے قائل صفات ظاہر و باطن
تو خلق میں ہوا مخلوق خلق کا محسن
نمونہ عدل خدا کے - عدیل نا ممکن

یہ اتفاق نہیں فضل ہے یہ مُفضِل کا
کہ وہ زمانہ تھا نوشیروانِ عادل کا

یتیمی

بلا بھی اُن کی سوا ہے ولا ہے جن کی سوا
یتیم ہو گئے مادر کے بطن میں مولا
وطن سے دُور مدینہ میں کی پدر نے قضا
بلا کشی تھی سرشتِ حضور میں گویا

حلیم روزِ ازل سے حلیم ہوتا ہے
دُرِ یتیم صدف میں یتیم ہوتا ہے

اِدھر حضور کے جد کو تھا صدمۂ جانکاہ
نظر میں پھرتی تھی ہر وقت شکلِ عبد اللہ
اُدھر حضور کی مادر کا حال غم سے تباہ
خیال آتا تھا رہ رہ کے دل میں وا اسفاہ

کہا یہ عالمِ غربت میں کی قضا تم نے
نہ دیکھا چاند سا منہ اپنے چاند کا تم نے

عجب گھڑی سے گئے پھر نہ شکل دکھلائی
قضا مدینۂ یثرب کی آپ کو بھائی
وہ بیکسی وہ غریبی وہ پاس نہ شناسائی
نہ پاس کوئی یگانہ نہ اپنا شیدائی

نہ آئے کیوں مجھے رہ رہ کے بار بار افسوس
جو ایسا ہو کہ غریب الوطن ہزار افسوس

ذبیح ثانی حضرت عبد اللہ کے عالمِ غربت سے جنابِ امام حسینؑ کی غربت کا مقابلہ

نمبر ۱۱۳
یہ حال نظم کیا جب ذبیحِ ثانی کا
خیال آیا مجھے فاطمہؑ کے جانی کا
وہ دشتِ غربت و کربت وہ قحط پانی کا
سلوک نزع میں وہ شمر و شیث وہانی کا

کبھی اخی کبھی اصغر کا نام لیتے تھے
اور اپنے بازوئے زخمی کو تھام لیتے تھے

نمبر ۱۱۴
اشارہ تھا کہ میں پیاسا بھی ہوں نڈھال بھی ہوں
شکستہ بال بھی ہوں اور شکستہ حال بھی ہوں
علیؑ کی جان بھی زہراؑ کا نونہال بھی ہوں
شہیدِ راہِ خدا بھی نبی کا لال بھی ہوں

دریغ کرتے ہو پانی نبی کے جانی سے
فرات گھٹ تو نہ جائیگا گھونٹ پانی سے

نمبر ۱۱۵
اثاثہ قبر میں جائیگی ساتھ دولت سبھی
نہیں سمجھتے ہمیں تم نبی کی عترت سبھی
بشر کو خلق بھی لازم ہے آدمیت بھی
نہیں ہے تم میں تو ایمان کیا مروت بھی

قریب نہر شریعت کو لوں ڈبوتے ہو
ارے عرب کی حمیت بھی آج کھوتے ہو

سلہ ذبیح ثانی اس موقع پر حضرت عبد اللہ ... ہے حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ میں دو ذبیحوں کا
[illegible]

یہ صبر و ضبطِ ذبیحؑ و خلیلؑ کا نہیں کام مسدس ۱۱۶
بلا و صدمۂ رنج و غم و ہم و آلام
نبیؐ پہ سب کا ہے آغاز آل پر انجام
فدائے حوصلۂ و ہمتِ رسولِ انام

یتیمی آہ اور اس پر یہ غم نیا افسوس
کہ شیر آمنہ کا خشک ہو گیا افسوس

رضاعت حلیمہ

حلیمہ قوم بنی سعد میں تھی اک دائی مسدس ۱۱۷
وہ کہتی تھی کہ چلی گھر سے جب میں دکھ پائی
تو جنگلوں میں اداسی تھی قحط کی چھائی
نہ سبز تھی کوئی شے غیر چرخ مینائی

پہاڑ ہو گیا رستہ وہ کاٹا مر مر کے
خدا کا گھر نظر آیا خدا خدا کر کے

سنا کسی کی زبانی یہ شہر میں جا کے مسدس ۱۱۸
کہ اور عورتیں ہم پیشہ پیشتر آ کے
کمال شاد گئیں شیر خواروں کو پا کے
بس اک یتیم ہے گھر میں رہیں بٹھا کے

درِ حضور پہ آئی درِ مراد ملا
جو دل کو دیکھا تو سینہ میں شاد و شاد ملا

لیا جو گود میں بخت اپنا اوج پر دیکھا مسدس ۱۱۹
مری طرف جو بغور اس نے اک نظر دیکھا
تو میں نے نورِ خدا تل میں جلوہ گر دیکھا
نظیر حسن کا نہ دیکھا سنا وہ قمر دیکھا

نہ چھوٹی راست رُو سے رہنمائے ایماں سے
ہمیشہ دودھ پیا میری بہنی پستاں سے

مسدس ۱۴۰
کبھی جانب چپ دیکھا چشم رغبت سے — ہمیشہ کام لیا آپ نے عدالت سے
یہ حال میرے پسر کا بھی تھا محبت سے — کبھی اُس نے پیا دودھ پہلے حضرت سے
یہ عشق و اُنس تھا گویا کہ دیکھے جیتا تھا
وہ بعد آپ کے پستان چپ سے پیتا تھا

مسدس ۱۴۱
حضور پی چکے جب دودھ خوب جی بھر کے — سلام آپ کے دادا کو با ادب کر کے
پھری میں گھر کو پھرے دن مقدر کے — ہزار جان سے قربان ربِّ اکبر کے
گئی جو سامنے کعبہ کے تین سجدے کیے
زیادہ ہوگیا دل کا یقین سجدے کئے

مسدس ۱۴۲
کہا پکار کے شکر خدا ئے لم یزلی — دِرم نے چوم کے قدموں کو راہ لی اپنی
ضعیف ہوگیا خود ضعف عشق کو آئی غشی — مرض کا بس نہیں چلتا جب اُس کی ہو مرضی
سبب یہ ہے کہ شہ انبیا ہیں گودی میں
خدا کا شکر حبیب خدا ہیں گودی میں

مسدس ۱۴۳
تعجب آتا تھا لوگوں کو میری صحت پر — مرے کلام یہ ہوتے تھے اور کبھی تشدد
پھر ایک غار کے نزدیک پہنچی میں جا کر — بشر عیاں ہوا اک خوش جمال و خوش منظر

نظر نہ ٹھہرتی تھی یہ وفور نور کا تھا
کہ اس کے سر سے فلک تک ظہور نور کا تھا

۱۲۴ نمبر
کمال عجز و ادب سے وہ آیا پیشِ حضورؐ
بحکم حق ہوں حفاظت پہ آپ کی مامور
پس از سلام یہ کی عرض اے شہِ جمہور
یہ کہہ کے ساتھ ہوا میرے وہ سراپا نور

جلو میں آہوئے کعبہ کی اک قطار چلی
عجب شکوہ سے میں راہ کوہسار چلی

۱۲۵ نمبر
یہ مجھ سے کہتے تھے آہو وہ از رہِ اعجاز
میانِ راہ جب آیا کوئی نشیب و فراز
کہ تیرے بر میں ہیں سلطان طاہر و ممتاز
تو صاف آتی سلامٌ علیک کی آواز

کوئی گزندہ مابین رہ گذر پہنچی
بخیر و عافیت آخر میں اپنے گھر پہنچی

۱۲۶ نمبر
بڑھی حضورؐ کی خدمت سے و میم عظمت
پسندِ دل تھی سعادت نشاں کی ہر عادت
خدا نے دی مرے مال و متاع میں برکت
بس ایک مرتبہ دن بھر میں ہوتی تھی حاجت

لباس میں نہ کثافت کا اشتباہ ہوا
حیا یہ تھی نہ کبھی کشفِ سترگاہ ہوا

حضورؐ کا پسرانِ حلیمہؓ کے ساتھ جانا

نمبر ۱۲۶ بشر مجھے نظر آتا تھا اِک حسین و جمیل
لباسِ پاک وہ کرتا تھا آپ کا تبدیل
ہوئے جو پانچ برس کے حبیبِ ربِ جلیل
نکالی گھر سے نکلنے کی ایک دن یہ سبیل
کیا سوال کہاں بھائی روز جاتے ہیں
جواب میں نے دیا دُنبیاں چراتے ہیں

نمبر ۱۲۷ کہا بس اتنا کہ آج اُن کے ساتھ جائینگے ہم
عمامہ سر پہ رکھا باندھ لی کمر محکم
چلے حضور بڑھا چتر لے کے ابرِ کرم
جھکائے گردنِ تعظیم آگے آگے غنم
رضاعی بھائیوں میں وہ حبیب یکتا تھا
عجیب قافلہ تھا اور غریب یوسف تھا

نمبر ۱۲۹ اور سب جاتے تھے ہمراہ وہ سعادت مند
میانہ قد تھے شہنشاہ دو جہاں ہر چند
میانِ راہ نظر آئے ساتھیوں سے بلند
وحیدِ عصر کو خلوت جو تھی ازل سے پسند
خدا سے تخلیہ میں کہنے دل کا راز گئے
فرازِ کوہ پہ سلطانِ سرفراز گئے

نمبر ۱۳۰ جو قدسیوں نے اکیلا حضور کو پایا
دُرِ یتیم کو لا کے آبرو سے نہلایا
بدن میں میل کہاں نام کو نہ تھا سایا
رسولِ طیب و طاہر کا بڑھ گیا پایا
خدا کے حکم سے فی الفور پاک صاف ہوئے
حضور پاک تو تھے اور پاک صاف ہوئے

نمبر ۱۴۰
خبر حلیمہ کو دی اِک پسر نے یہ ناگاہ   میانِ دشت ہوئے گُم یتیم عبداللہ
یہ سُن کے گھر سے وہ نکلیں مگر تھا حال تباہ   رواں تھے آنکھوں سے آنسو لبوں پہ نالہ و آہ
پکارتی تھیں کہاں ہو کدھر گئے بیٹا
تباہ پالنے والی کو کر گئے بیٹا

نمبر ۱۴۱
قرارِ دل کو نہیں دل رُبا نہیں ملتا   حواس گم ہیں وہ یُوسف لقا نہیں ملتا
ارے کہیں بھی مرا لاڈلا نہیں ملتا   پہاڑ ہوگیا رستہ پتا نہیں ملتا
وہ روتی جاتی تھیں یُوں فرقتِ پیمبر میں
کہ جیسے زینبِ کُبرےٰ فراقِ اکبر میں

نمبر ۱۴۲
پسینہ ماتھے کا یہ کہہ کے جو پاؤں تک آیا   جبل کی چوٹی پہ سرتاجِ خَلق کو پایا
جبیں پہ بوسہ دیا اور گلے سے لپٹایا   جو حال پُوچھا تو آقا نے قصّہ دُہرایا
وہ بولیں دل سے تمہیں واری کچھ ہراس نہیں
کہا خدا ہے مرے ساتھ خوف پاس نہیں

نمبر ۱۴۳
جو اُس پہاڑ کی چوٹی پہ جائے سرور تھی   ہوا کے جھونکوں میں خوشبوئے مشکِ اذفر تھی
کہ حور کھولے ہوئے گیسوئے مُعنبر تھی   مُحیط تا بفلک ضیائے روئے انور تھی
خدا کے نُور کا روشن چراغ فرش پہ تھا
زمینِ کوہ کا گویا دماغ عرش پہ تھا

نمبر ۱۳۵
حضور آئے حلیمہ کے ساتھ جب گھر پر — بہت سے لوگ ہوئے جمع یہ خبر سن کر
جو کوئی کہتا شیاطین کا ہوا ہے اثر — جواب دیتے تھے مولا تمہیں نہیں ہے خبر

خلافِ عقل یہ باتیں ہیں دل پسند نہیں
کوئی ہراس و غم و صدمہ و گزند نہیں

نمبر ۱۳۶
جو اُن میں کاہنِ کامل تھے اُن کی تھی گفتار — عیاں کو حاجتِ شرح و بیاں نہیں زنہار
مثالِ شمس نظر آرہے ہیں یہ آثار — ذلیل ہونگے سلاطینِ زیردست آزار

مٹیگا نام و نشاں کفر و جاہلیت کا
پڑیگا غلغلہ ہر قوم میں قیامت کا

نمبر ۱۳۷
اگرچہ دیر ابھی تھی زمانِ بعثت میں — مگر یہ جوش تھا مشتاقوں کی طبیعت میں
کہ ذکر رہتا تھا ان کا ہر ایک صحبت میں — حلیمہ دائی تھیں مشغول اُدھر رضاعت میں

کمال نشو و نما کبریا کے نور میں تھا
کسی بشر میں کہاں وہ جو حضور میں تھا

مختصر سراپا حضورؐ

نمبر ۱۳۸
قوی تھے قوی۔ تن اطہر سڈول۔ چہرہ بحال — یہ اعتدالِ طبیعت تھا عین عدل پہ دال
کُل انبیا کے فضائل سب اتقیا کے خصال — ثبات و صبر و شجاعت میں آپ اپنی مثال

نہ پھیر انٹی کبھی میدان سے شیر دل ایسے
ڈگے نہ پاؤں رہِ حق سے مستقل ایسے

حضورؐ کے ایک مرتبہ کے گم ہونے کی خبر سن کر حضرت عبد المطلب کا جانا اور حضور صلعم کو ہمراہ مکہ معظمہ میں لانا

ابھی حلیمہ کے گھر میں تھے سرورِ اطہر
محمدِ عربی گم ہوئے یہ سچ ہے خبر

کہ ایک پیر نے کعبہ میں دی ندا آکر
پئے تلاش چلیں عبد مطلب ہیں کدھر

یہ سن کے جوش بکا تھا زنانِ ہاشم میں
عجیب شور تھا کہ تھا خاندانِ ہاشم میں

ہر اک زبان پہ تھا یوسفِ عرب ہے گم
پکارتی تھی یہ ماں ہم لٹا کے گھر گئے ہم

وہ شور تھا کہ تلاطم میں جس طرح قلزم
اسے تھیں ہجر تھا ابھی تو سالِ ششم

دکھا دے چہرۂ راحت رساں پیمبر کو
جمال اپنا دکھا ناصرِ ستمگر مجھ کو

کمر پکڑ کے اُٹھے والدِ ابو طالب
کہ جیسے رُوح نکلنے سے مضطرب قالب
تڑپ سی تھی دل میں غم و غصہ طبع پہ غالب
پکارے آؤ بنی ہاشم و بنی غالب

بغیر وصلِ دلآرام دل کو چین نہیں
جہاں سیاہ ہے آنکھوں میں نورِ عین نہیں

بربِّ کعبہ اگر میں نہ اُس کو پاؤں گا
بیانِ دشت و جبل نہرِ خون بہاؤں گا
ثواب صحیح سلامت نہ گھر میں آؤں گا
مخالفوں کو مزہ ظلم کا چکھاؤں گا

عرب بچیں نہ عجم کارزار اعرابی
قریش قتل ہوں سو اور ہزار اعرابی

یہ کہہ کے جب نفسِ سرد آپ بھرتے تھے
یہ قاعدہ تھا جو فرمانے کر گزرتے تھے
جو اہلِ دل تھے وہ دلجوئی اُن کی کرتے تھے
کمال آپ کے غصہ سے لوگ ڈرتے تھے

نمونہ حشر کا تھا خوف سے یتیم کا غصہ
خدا کا قہر و غضب تھا حلیم کا غصہ

جو لو لگی تھی موحد کی ربِّ یکتا سے
نجات غم سے دے اے میرے پالنے والے
یہ عرض کرتے تھے کعبہ کے گرد پھر پھر کے
سوارِ دوش مرا جلد تر گلے سے ملے

تری جناب سے اُمیدِ دستگیری ہے
وہ مجھ ضعیف کا یارب عصائے پیری ہے

قریش سینے سے دلبندوں کو ہیں لپٹائے
ہنسی خوشی ہیں گھروں میں تمام ہمسائے
تو نہیں مرا ابھی جگر بند مجھ سے مل جائے
وہ ہاتھ تھام لے دل کی مراد بر آئے

صدائے ہاتفِ غیب آئی کیوں پریشاں ہے
تلف نہ ہو گا محمدؐ - خدا نگہباں ہے

صدا یہ سن کے ہوا باغ باغ قلبِ ملول
پتہ جو پوچھا ہوا پھر جواب صاف حصول
کہ جاؤ دشت میں اس سمت ہے دعا مقبول
درخت خارِ مغیلاں کے سایہ میں ہے وہ پھول

یہ سن کے جان میں جان آ گئی ملال گیا
جو دل میں آیا تھا اندیشہ و خیال گیا

درِ حرم پہ سبھی سارے جاں نثار ہوئے
بسانِ سلکِ گہر جمع رشتہ دار ہوئے
خدا کا نام لیا گھوڑوں پہ سوار ہوئے
روانہ منزلِ مقصد کو راہوار ہوئے

جہاں حضورؐ تھے سب رہ نورد آ پہنچے
کہ جیسے ٹھیک نشانے پہ تیر جا پہنچے

یہ کہتے ہیں بن مسعود ذی شعور و عقیل
کہ یوں ہمیں نظر آئے حبیبِؐ ربِّ جلیل
حضورؐ بیچ میں دو سمت دو جوانِ جمیل
وہ دونوں شخص تھے جبریلؑ اور میکائیلؑ

خدا کے ظلِ حمایت میں نورِ داور تھا
درخت خارِ مغیلاں کا چتر سر پر تھا

نمبر ۱۴۹

پھل اُس کے مثلِ رطب کھا رہے تھے آپ اُس آن
وہ شان دیکھی جس شان کا تھا سان گماں
ہمارے جانے ہی رخصت ہوئے وہ دونوں جواں
عجب فضا کی جگہ تھی عجیب تھا ساماں

نسیم دل سے ہوا خواہ تھی ہیولوں کی
بہار دیکھنی تھی زرد زرد پھولوں کی

نمبر ۱۵۰

جو پوچھا نام و نسب بولے سید ذی جاہ
رئیس اعظم مکہ ہیں جدِ حق آگاہ
محمدؐ ابن ذبیح اللہ عرف عبد اللہ
وہ عبدِ مطلب اہل حرم کی پشت و پناہ

یہ سن کے آپ کے دادا نے خوب پیار کیا
لگایا سینے سے اور پشت پر سوار کیا

نمبر ۱۵۱

وہ ننھے ہات حمائل گلے میں دادا کے
اسی طریق سے پہنچے جو کعبہ تک آ کے
وہ غول ساتھ رفیقانِ راہ پیما کے
ہوا یہ غل کہ پھرے دن رئیس بطحا کے

اُتار پشت سے گرد و غبار صاف کیا
نبیؐ کے ساتھ موحد نے بھی طواف کیا

نمبر ۱۵۲

طوافِ کعبہ سے فارغ ہوئے جو قبلہ دیں
بہت سی عورتیں پاس آمنہ کے بیٹھی تھیں
حرم سرا میں اکیلے گئے بصد تمکیں
کسی طرف نہ ہوئے ملتفتِ رسولِ امیں

کیا سلام جو مادر کو شاہِ ذیشاں نے
بلائیں لے کے گلے سے لگا لیا ماں نے

بند نمبر ۱۵۳
خدا کا شکر کیا پھر جھکا کے سر روئیں
گلِ اُمید کی خوشبو کو سونگھ کر روئیں
خجل تھا ابرِ بہاری بھی اس قدر روئیں
جو پاس بیبیاں تھیں سب بچشمِ تر روئیں
کہا نسیم نے غنچے دلوں کے کھلتے ہیں
یہ آج بچھڑے ہوئے مدتوں کے ملتے ہیں

حضرت آمنہؓ کا انتقال اور حضورؐ کا ملال

بند نمبر ۱۵۴
مآل کتنا ہے وہ جب کہ پر رقت ہے
جنابِ آمنہ کی عنقریب رحلت ہے
یہ داغ بہرِ دلِ دلربا قیامت ہے
بلا کا صدمۂ جانکاہ دردِ فرقت ہے
یہی ہوا کہ نہ پورا چھٹا یہ سال ہوا
جنابِ آمنہ کا ہائے انتقال ہوا

بند نمبر ۱۵۵
جو ماں کی مہر و محبت کا سر سے اٹھ گیا ہات
اندھیرا چھا گیا آنکھوں میں دن کی ہو گئی رات
پدر کے بعد جو مہربانی والدہ نے وفات
وہ آشنہ ہوا گویا گلابِ صبر و ثبات
دھواں جو اٹھتا تھا رہ رہ کے قلبِ بریاں سے
گلاب بن کے ٹپکتا تھا چشمِ گریاں سے

بند نمبر ۱۵۶
ثبات و صبر سے رتبہ نبی کا اعلیٰ ہے
خدا نے تمغۂ اعزاز و اوج بخشا ہے
کتابِ حق میں بھی اس واقعہ کا ایما ہے
اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا ہے اور فَاٰوٰی ہے

خدا نے دولتِ صبر آمنہ کے ماہ کو دی
پناہ دامنِ رحمت میں دین پناہ کو دی

نمبر ١٥٦ گر ملال تبھی سے زرد تھی رنگت — مزارِ والدہ پر جاکے روتے تھے حضرتؐ
فضول باتوں سے نفرت سکوت کی عادت — بدی سے دور تھے کافر سے جس طرح رحمت

ہر ایک شے میں تصور خدا کی صنعت کا
ہمیشہ خلوت و جلوت میں فکر وحدت کا

نمبر ١٥٧ زیادہ ماں سے جو مانوس ہو گئے تھے حضورؐ — نظر میں پھرتی تھی ہر دم وہ صورتِ پُرنور
عجیب صدمے سے تھی شکل سیدِ جمہور — لبالب آنسوؤں سے آنکھیں غم سے دل معمور

شریکِ صدمہ و الم شہ کی آپؐ کل میں تھا
حسینؑ گر و یتیمی تھی درد دل میں تھا

حضرت فاطمہ بنت اسد اور حضرت عبدالمطلب کا حضور صلعم کی پرورش فرمانا

نمبر ١٥٨ محبتیں جو بہت ماں کی یاد آتی تھیں — تو آنکھیں جوش میں خوناب دل بہاتی تھیں
گلے سے فاطمہ بنتِ اسد لگاتی تھیں — دلاسا دے کے طعام آپؐ کو کھلاتی تھیں

محبتوں نے دکھایا تھا یہ اثر اپنا
حضورؐ کہتے تھے ماں اُن کو وہ پسر اپنا

۱۴۰ حضورؐ پر تھی عجب رحمتِ خدائے صمد
جو باہر آ کے بناتے گلے کا ہار انہیں جد
محل میں رہتی تھیں ہر وا نہ رُخ کی بنتِ اسد
جدارِ کعبہ کے سایہ میں اُن کی تھی مسند

ادب یہ رکھتا تھا ملحوظ ہر بشر اُن کا
نہ بیٹھ سکتا تھا اُس پہ کوئی پسر اُن کا

۱۴۱ مگر حضورؐ کی خاطر عزیز تھی ایسی
ہٹانا چاہتا تھا اُس مقام سے جو کوئی
کہ بیٹھتے تھے وہیں تھا پسند فرش وہی
تو اُس سے کہتے تھے فرزند ہاشم قرشی

رفیع شان ہے ایسی مرے محمدؐ کی
کہ دم قدم سے اسی کے ہے زیب مسند کی

۱۴۲ رہو گے زندہ تو دیکھو گے اِس کا عز و وقار
مُحب بنائیں گے اِس گل کو طرہ دستار
مطیع ہو گے تم اِس کے۔ تمہارا یہ سردار
ذلیل و خوار عدو اس کے ہوں گے صورتِ خار

یہ پیشوا ابھی ہے تم سب کا بادشاہ بھی ہے
جہاں پناہ بھی ہے اور دین پناہ بھی ہے

۱۴۳ یہ کہہ کے جوشِ مسرت سے مسکراتے تھے
جبیں کو چومتے تھے سینہ سے لگاتے تھے
شگفتہ ہوتے تھے پھولے نہیں سماتے تھے
عجب لطف سے یہ آغوش میں بٹھاتے تھے

میانِ رحل دو زانو وہ مصحفِ لب تھا
خدا کا نور جو راکب تھا نور مرکب تھا

نمبر ۱۴۴ خوشی سے اُن کی خوشی رنج سے تھا دل رنجور
فراقِ نورِ نظر ایک پل نہ تھا منظور
گلے کے ہار تھے آنکھوں کے تارے دل کے سرور
وہ حق کے نور مجسم تھے یہ محافظِ نور

نہ کیوں وہ عاشقِ ربِ خبر کا ذخیرہ ہو
حرم میں جس کی حکومت نبی نبیرہ ہو

نمبر ۱۴۵ جو اُٹھتے خواب سے نورِ نظر کو دیکھتے تھے
نہ آشنا کو نہ شمس و قمر کو دیکھتے تھے
جمالِ حضرتِ خیر البشر کو دیکھتے تھے
مُنہ اپنے آئینہ رو کا سحر کو دیکھتے تھے

سوا زبور سے رکھتا تھا آبرو چہرہ
کتابِ رحمتِ حق تھا کتاب رو چہرہ

حضرت عبد المطلب کے بڑھاپے کی تصویر

نمبر ۱۴۶ یونہی تھے عاشقِ پروانہ جدِ نیک خصال
گھٹی توان تو بڑھا ضعفِ قلب و اضمحلال
کہ گذرے عمرِ مبارک کو ایک سو دو سال
ہر ایک شے کو فنا ہر کمال کو ہے زوال

نہ دیکھا جاتے ہوئے شباب نے پھر کے
جواب دانتوں نے دندان شکن دیا گر کے

مسدس ۱۷۷

گھٹی بصارتِ چشم اور دل کا بڑھ گیا نور ۔ کفن کی فکر ہوئی بال ہو گئے کافور

کمر جھکی کہ ہے اب جستجوئے قبر ضرور ۔ روا رَوی پہ ہے دنیا سے دوں سے ہو مغرور

حُباب وار بقا بحر کائنات نہیں

اشارہ سر جنباں تھا کچھ ثبات نہیں

مسدس ۱۷۸

بدن میں غش ہے صدمے سے مضطرب دل ہے ۔ شدرا صلہ ہے نہ زادِ سفر یہ مشکل ہے

اندھیری رات ہے اور کالے کوسوں منزل ہے ۔ پھنسا جال میں دنیا کے جو وہ غافل ہے

کبھی تمام نہ ہو حرص کا وہ کھٹکا ہے

اُٹھا دو دل کو کبھی بستر کو کبھی لٹکا ہے

حضرت عبد المطلب کا اپنے بیٹوں کو جمع کرکے حضور صلعم کے باب میں وصیت فرمانا اور بعد قیل و قال حضرت ابوطالب کے سپرد فرمانا

مسدس ۱۷۹

خبر جو ضعف و نقاہت سے پائی رحلت کی ۔ تو اپنے بیٹوں کو لیں آپ نے وصیت کی

گھڑی ہے سر پہ گھڑی افتراق و فرقت کی ۔ مجھے ہے فکر محمد کے رنج و حسرت کی

پناہ دے ہاں اسے وہ شریک حال رہو
ریاض دہر میں پھولو پھلو نہال رہو

بند ۱۶۰ ابولہب نے کی یہ عرض اے شہ ذی شان
رہونگا ان کا میں اک آن میں خبر گیراں
دیا جواب کہ باتیں بناتا ہے ناداں
مرا بھتیجا تو آئینہ بیت شہ مرسلاں

خطر ہے طبع ضلالت پسند سے تیری
اسے بچائے خدا ہر گزند سے تیری

بند ۱۶۱ ادب سے عرض کی عباس نے کہ یا حضرت
یہ خادم آپ کا موجود ہے پئے خدمت
کہا مزاج میں تیرے غضب کی ہے شدت
کوئی یتیم کو پہنچے نہ صدمہ و آفت

ذرا تو جو ہوا برعکس اس سے مشکل ہے
یہ آئینہ نہیں پیارے یتیم کا دل ہے

بند ۱۶۲ اٹھے یہ سن کے ابوطالب نجستہ لقب
اٹھا کے دست طلب عرض کی بہ عجز و ادب
مرے سپرد یہ خدمت ہو یا پناہ عرب
یہی ہے عرض یہی مدعا یہی مطلب

ہزار جان سے میں جاں نثار ان کا ہوں
غلام آپ کا خدمت گزار ان کا ہوں

بند ۱۶۳ یہ سن کے روح ہوئی شادماں ہوا رخ بشاش
کہا کہ اے مرے عمران آفریں شاباش
ترے سخن سے مٹا قلب کا خلش و خراش
کھلا ہوا گل صد برگ ہے دل صد باش

تجھے حوالۂ ربِّ کریم کرتا ہوں
ترے سپرد یہ دُرِّ یتیم کرتا ہوں

کیا اشارہ نبیؐ سے پھر کہ اے مہرِ ماہ | چچا کی کرنا اطاعت یہی ہیں پشت پناہ | نمبر ۱۷۴
کہا نبیؐ نے نہ کچھ فکر کیجئے یا شاہ | خدا مجھے نہیں کرنے کا رائگان و تباہ

ابھی مجھے یہ ہیں عمو بھی باپ بھی ماں بھی
وہ میرا خالق و رازق بھی ہے نگہبان بھی

جو انبیا کے تبرک تھے اُن کے پاس تمام | کئے سپرد ابو طالبِ بلند مقام | نمبر ۱۷۵
کہا ابن ہو تم بس تمہارا ہے یہی کام | جو ہوشیار ہو میر احمدؐ گلفام

سپرد اس کے یہ میراثِ انبیا کرنا
شریک اس کے ہر اک حال میں رہا کرنا

حضرت ابو طالب کا پرورش فرمانا اور پھر حضورؐ کا چالیس سال کی عمر پاکر مبعوث برسالت ہونا

ہوئے جو سوئے جناں عبدالمطلبؓ اہی | چچا چچی نے نہ کی پرورش میں کوتاہی | نمبر ۱۷۶
وہ چیز ہو گئی حاضر جو آپ نے چاہی | رئیس مکہ تھے گھر میں تھی شوکت شاہی

* جناب محمد صلے اللہ علیہ و آلہ

نظر نہ آتی تھی حرمان و یاس کی صورت
کبھی تو دل ہوا میلا لباس کی صورت

١٩٦ سنِ شریف کا چالیسواں ہوا جب سال
اور اس کے ساتھ کیا تحفہ عز و وقار سال
تو وحی بھیج کے فرمایا حق نے ان کو نہال
سب انبیاء سے سوا بخشا عز و جاہ و جلال

خدا کی مہر کا خاتم پر اختتام ہوا
بلا کے عرش پہ معبود ہم کلام ہوا

حضور صلعم کے مختصر اوصافِ حمیدہ

١٩٧ مسیح سے ہو کیوں ان کا مرتبہ اعلا
کلیم پر بھی فضیلت ہے ان کو بصلِ علا
یہ عاصیوں کی شفاعت مرض کو بھی ہیں شفا
دہانِ پاک ہے سرچشمۂ کلامِ خدا

وہ تھے کلیم فقط اب سنو کمال ان کا
کلام وحی ہے الہام ہے خیال ان کا

١٩٥ جفا و جہل سے تھے کشتِ علم و دین پامال
سکھایا آپ نے انسانیت کا فرضِ کمال
تمام ملک میں پھیلا ہوا تھا جہل کا جال
جہاں کو کر دیا علم و ادب سے مالا مال

نیا کمال ہے کامل سبھی ہیں مکمل بھی
خدا کے فضل سے فاضل بھی ہیں مفضل بھی

بند ۱۷۰

نماز جملہ عبادات حق سے بہتر ہے — انہیں پہ خاتمہ اُس کا بہ رب اکبر ہے
کہ بے درود پڑھے ہر نماز بے سر ہے — اگر سلام نہ پھیریں صلوٰۃ ابتر ہے
جناب حق میں یہ عزت شہ غیور کی ہے
حضور قلب ہے کیا دوستی حضور کی ہے

بند ۱۷۱

سند لیاقت علم لدن کی پائے ہوئے — فصیح عجز سے ہیں گردنیں جھکائے ہوئے
بلیغ سحر بیاں ہیں منہ کی کھائے ہوئے — سبق یہ پڑھ کے جو حق سے ہیں بڑھائے ہوئے
کتاب جس میں کہ نازل خدا نے اپنی کی
وہ مادری ہے زبان اِس نبی اُمّی کی

اِس سخن کی نعت حضور صلعم ہونے کے سبب سے تعریف

بند ۱۷۲

سمند طبع رواں ہے کہ جوش پر ہے جنون — جدھر کو باگ مڑی مڑ گیا اُدھر گلگون
قلم کی شاخ پہ کھلتے ہیں پھول بوقلمون — ہزار ڈالیاں پھولوں کی ہوں تو صدقے کروں
دماغ و دل میں جو عطر سرور بڑھتے ہیں
کلام پاک سے گو درود پڑھتے ہیں

مقطع اور تاریخی نام مسدس جلوہ گاہ پیغمبر اور مصنف حقیر کا حضور سے طالب مدد ہونا

کچھ ایسا رنج نے شماتت اثر کیا دل پر
کہ جس سبب سے رہا نا تمام یہ دفتر
بس اس کا نام رکھو جلوہ گاہ پیغمبر
جھکو ادب سے کہو یا رسول جن و بشر

یہ ہدیہ پیش ہے اور میری عرض ہے مولا
کہ ایسے وقت میں امداد فرض ہے مولا

مدد کو آئیے تشریف یا رسول حجاز
ستم کی چلتا ہے چالیں سپہر سفلہ نواز
یہ مجھ سے کہتے ہیں سب میرے ہمدم و ہمراز
زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز

قسم ولائے حسین شہید و غازی کی
میں جانتا نہیں چالیں زمانہ سازی کی

تمت بالخیر

۲۶ جمادی الاول ۱۳۲۸ھ یکشنبہ
مقام کوئٹہ

بقیہ رباعی مصنفہ ثابت رضوی

پیدائش عالم کا سبب احمدؐ ہیں
ہیں اور نبی محب حق یہ محبوبؐ
حقا کہ عجب رحمت رب احمدؐ ہیں
خاصان خدا میں منتخب احمدؐ ہیں

ایضاً

پیرو احمدؐ کا کب بہکنے پایا
کیا نور خدا کو ظلم و ظلمت سے ہے کام
کی جس نے اطاعت کب بھٹکنے پایا
سایہ بھی قدم تک نہ پھٹکنے پایا

ایضاً

جاہل کو نہیں علم نبیؐ جیسے ہیں
نفسی نہ کہینگے عرصۂ حشر میں بھی
ظلمت کیا جانے نور حق کیسے ہیں
نفسانیت و خودی سے پاک ایسے ہیں

ایضاً فی المنقبت ذوقافیتین

اللہ کو علم ہے علیؑ کیسے ہیں
رتبہ سے محمدؐ کے کھلے قدر علیؑ
واقف ہیں محمدؐ کہ ولی جیسے ہیں
جیسے ہیں نبیؐ ان کے وصی ویسے ہیں

احقر العباد خاکسار محمد اسمٰعیل کاتب عفی عنہ

۳۸۰۴۷

قطعۂ تاریخ طبع میلاد جلوہ گاہ پیغمبر مصنفہ جناب منشی میر محمود حسن صاحب ثاقب دہلوی وکیل عدالت ہائے ریاست کوٹہ خلف الصدق سید محمد یحییٰ صاحب دہلوی مرحوم و تلمیذ رشید برادر زادہ شاعر شیوا زبان حضرت سید محمد زکریا خان صاحب زکی مغفور ارشد تلامذہ حضرت غالب دہلوی مرحوم

جناب سید افضل حسین لکھنوی ثابت

وہ اعلیٰ سے بھی اعلیٰ ہیں وہ بہتر سے بھی ہیں بہتر
وہ فخر شاعری ہیں اور استاد زمانہ ہیں
ہوں کیونکر ان کے ہمسر شاعران بلبل و ساغر
لکھا ہے نظم میں ممدوح نے میلاد ایک ایسا
نئے ناظر تہ ہے ذکر ظہور شافع محشر
اگر معنی کو اسکے غور سے سوچے کوئی انساں
مثال اڑ جائے اسکو دیکھ کر رنگ گل احمر
مضامین و ایات اور پھر یہ لطف بندش کا
مسلماں محو ہیں سنکر وہیں انداز تکلم پر
سخن گو جو ہیں سرور ہیں سخن سنجوں میں ہیں برتر
متانت میں سلامت میں قوت میں حمیت میں
بجا ہے انکو کہنا آفتاب علم کا خاور
زبان مستند انکی ہے یہ شمع محفل اردو
ہیں وصف اسکے قلم کی طاقت تحریر سے باہر
جو بندش پر نظر پڑجائے دل بیساختہ کہدے
ہے یہ وہ عالم حیرت میں دائم صورت پیکر
کمال ان کی قدر دانان سخن آئیں سبق لے لیں
زبان اک صاف ایسی ہے کہ گویا چشمہ کوثر
ہوئی جب فکر سال طبع ثاقب کو تو ہاتف نے
لیاقت میں ذکاوت میں فصاحت میں بلاغت میں
وہ یکتائے زمانہ ہیں کہاں ان کا بھلا ہمسر
وہ مداح علی ہیں اور ثنا خوان پیمبر ہیں
کلام پاک ان کا آسمان نظم میں اختر
نہیں ہے نظم وہ ہے مصرع سبحان الذی اسریٰ
کہ ہر اک نقطہ اس کا ہے مثال دانۂ گوہر
تعالی اللہ رنگ حسن لطف شاعری ایسا
ثنا گوئی اسے کہتی ہیں یہ ہے نعت پیغمبر
نظر آتا ہے جلوہ جا بجا نور محمد کا
ندا دی مخزن علم جمال شافع محشر

قطعۂ تاریخ طبع جلوہ گاہ پیغمبر مؤلفہ جناب شیخ قربان علی صاحب قربان تخلص (ارشد تلامذہ حضرت ثابت لکھنوی) ساکن قصبہ ڈبائی ضلع بلند شہر مقیم و مختار کار ریاست کوٹہ

یہ میلاد منظوم اچھا کہا
حدیثوں میں جس طرح منقول ہے
سخن سنج لوہا گو مانیں نہ کیوں
بیاں بھی مدلل ہے معقول ہے
لکھو مختصر اس کی تاریخ طبع
یہ میلاد منظوم مقبول ہے

ثنا خواں ہر اک مرد معقول ہے
مصنف ہیں ثابت مرے اوستاد
کہ تیغ زباں انکی مصقول ہے
معطر ہیں اہل سخن کے دماغ
پسند اہل دل کو نہیں طول ہے

اسی طرح حال ولادت لکھا
وہ قائل ہے اِن کا جو معقول ہے
زباں صاف ہے اور بندش بھی چست
ہر اک مصرع تر ہے مقبول ہے
اٹھا کر سر اوج قربان کہو

ایک عدد کا تخرجہ ہے سر اوج سے اشارہ کیا گیا ہے

فہرست کتب امامیہ جنرل بک ایجنسی لاہور

حمائل شریف مترجم مجلد نہایت
خوشخط تقطیع برابر کارڈ مجلد قیمت عہ
بلا جلد ۱۲ ار

مجموعۂ مناجات۔ اس میں تمام
مناجات مقبول و مجرب ہیں قیمت ۶ ر

تطبیق۔ اپنے رنگ کی نئی کتاب
اردو زبان میں اصول و فروع دین کی
تشریح کرکے تمام مسائل اسلامی کتب
آسمانی انبیاء سلف کے مطابق ثابت
کئے ہیں۔ قیمت ۸ ر

چشمۂ نجات یعنی اردو ترجمۂ
عین الحیات مصنفہ ملا محمد باقر مجلسی
اعلے اللہ مقامہ قیمت عہ

سوانح عمری جناب ملا محمد باقر
مجلسی اعلے اللہ مقامہ قیمت ۸ ر

انتصار الاسلام جلد اول عہ
جلد دوم عہ

مائتین فی مقتل الحسینؑ جلد اول
ہر دو حصہ عہ۔ جلد دوم عہ

اجابت السائل۔ بیان ملاقات
جناب امام حسینؑ اور جناب خضرؑ بصورت
اعرابی سوال و جواب ہر دو حضرات قیمت عہ

سوانح عمری جناب علامہ اللہ قیمت عہ

رسالہ جعفریہ۔ قیمت ۶ ر

کشف الحقائق سوانح عمری
جناب امام جعفر صادقؑ قیمت عہ

تہذیب المتین سوانح عمری جناب
امیر علیہ السلام قیمت ہر دو جلد عہ

تاریخ اعثم کوفی قیمت عہ

خلاصہ جلد ہفتم ذوالفقار حیدر
مصنفہ مولوی سید علی اظہر صاحب قیمت ۸ ر

ذوالفقار حیدر جلد دوم قیمت ۸ ر

نور ایمان قیمت ۱۲ ار

معیار الکلام۔ قیمت ۱۲ ار

رسالہ سجادیہ و مسکت المخالف
قیمت ۸ ر

تقریر دلپذیر۔ قیمت ۸ ر

در بے بہا۔ قیمت ۸ ر

اصل الحقیقت بردالحقیقت
قیمت ۸ ر

سرمۂ خاموشی۔ قیمت ۸ ر

تصویر غالب و مغلوب قیمت ۸ ر

الحرف بین النحو والصرف قیمت
حصہ اول عہ حصہ دوم عہ

فوائد مہیہ۔ قیمت عہ

ریاض مقبول۔ قیمت ۸ ر

مقدمہ جونپور۔ قیمت ۸ ر

رسالہ ذہبیہ۔ قیمت ۲ ر

زائچہ تقدیر۔ قیمت ۱۲ ر

نوائح الاحزان۔ قیمت عہ

فیصلہ تحسریت۔ قیمت ۳ ر

ثبوت شہادت۔ قیمت ۳ ر

جوڈیشل فیصلہ۔ قیمت ۱۰ ر

حواس خمسہ۔ قیمت ۲ ر

مسدس کوثری مع دیوان نقط۔
قیمت ۴ ر

غم حسینؑ۔ قیمت ۶ ر

شہادت حسینؑ۔ قیمت ۷ ر

گرو نکا رسالہ مشکلکشا قیمت ۲ ر

صلوٰۃ اللہ جلیل۔ قیمت ۸ ر

حبیب رسول۔ قیمت ۳ ر

العشق۔ قیمت ۳ ر

خلق حسن۔ قیمت ۱ ر

سیرت نبوی۔ قیمت ۲ ر

انوار الہدے۔ قیمت عہ

سیرت النبی حصہ اول قیمت عہ

اثبات الوصایا۔ قیمت ۲ ر

تہذیب مکالمہ۔ قیمت ۴ ر

حفظ المناقب۔ قیمت عہ

